وضو نماز کے لیے شرط ہے

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
((مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ))

[رواہ احمد]

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
نماز جنت کی چابی ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔“

دین کے بنیادی اصول ۳۸

شرح: چوران لوگوں کو کہا جاتا ہے جو عوام کے اموال لوٹیں، اسی طرح جنگجو اور ڈاکو سب اس حکم میں شامل ہیں۔ بلاشبہ یہ سب مسلمان ہی ہیں، جب یہ اسلحہ لے کر نکلتے ہیں تو دفاع کرنے والوں سے لڑتے ہیں، انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا﴾

''ان لوگوں کا بدلہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی چڑھا دیا جائے۔'' [سورہ المائدہ: ۳۳]

جب کسی گھر میں مال چرانے کے لیے چور داخل ہو تو گھر والا اچھے طریقے سے اپنا دفاع کرے لیکن لڑائی کی ابتدا نہ کرے، جب تک وہ خود لڑائی تک نہ آئیں اگر وہ صرف مال لینے یا سامان چرانے کے لیے آئے ہوں، اور گھر والے کے پاس قوت وطاقت بھی ہو تو ضرور ان سے لڑے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ان کے ہاں ایک چور آیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے تلوار کھینچ لی، اگر ان کے لڑکے انہیں نہ پکڑتے آپ اس چور کو قتل کر دیتے۔ گویا آپ نے پہچان لیا تھا کہ یہ شخص حد سے گزرے گا، اور وہ آیا ہی فساد کے لیے تھا یا اس کا شماران میں سے ہوگا جن کی عصمت محفوظ نہیں۔

لیکن اس بارے میں دلائل منقول ہیں کہ اسے قتل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اچھے طریقے سے صرف اپنا دفاع کرنا چاہیے۔ زخمی ہونے کی صورت میں اسے قتل نہ کرے۔ اسی طرح شکست خوردہ بھاگنے والے کے پیچھے نہ جائے بلکہ اسے چھوڑ دے، یہ دلیل ہے کہ ایسے لوگ اسلام سے خارج نہیں۔

انہیں نصیحت کرنے کے بعد ڈرانا چاہیے، جب دھمکی وغیرہ مفید نہ ہو تو ان کے سامنے قوت کا اظہار کرے جس سے اپنا دفاع ہو سکے اور انہیں بھگایا جا سکے، اگر یہ بھی فائدہ نہ دے تو معمولی درجے کی قوت استعمال کریں، اگر صرف ڈنڈے کا استعمال کافی ہو تو اسی پر اکتفا کر کے اسلحہ استعمال نہ کریں، اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو چاقو وغیرہ جو تلوار سے کمتر اور معمولی ہتھیار ہیں ان کا استعمال کرے، اگر یہ بھی ناکافی ہوں پھر تلوار یا ایسا کوئی جدید اسلحہ استعمال کریں کہ اس سے انہیں قتل کیا جائے یا بھرپور لڑائی ہو سکے تا کہ ان کے شر سے نجات ملے۔

جو کسی کو قتل کرنے، مال لوٹنے، اس کی حرمتوں کو پامال کرنے وغیرہ کے لیے آئیں، یہ سب سرکش چور ہیں، ان سے بھی چوروں کی طرح ہی دفاع کیا جائے گا، اوران کی خبر حکام تک پہنچائی جائے تا کہ وہ انہیں گرفتار کریں۔

فہرست

فریاد

اداریہ ═══ حافظ احمد شاکر

شوال المکرّم گزر چکا۔ دینی مدارس میں داخلے تقریباً ہو چکے اور مدارس دینیہ میں تعلیم کا آغاز بھی ہو چکا۔ ساتھ ہی تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس کے وفاق کا حکومت سے معاہدہ بھی ہو چکا جس کی رو سے تمام وفاق کی اسناد کو بورڈ کی سند کا درجہ مل جائے گا جس کی بنیاد پر دینی مدارس کے طلباء کو عصری تعلیم میں قانوناً ترقی کے مواقع حاصل کرنے کی سہولتیں میسر ہوں گی۔

تعلیم خلافِ شرع نہ ہو وگرنہ علم بلکہ علوم تو سارے سیکھنے چاہئیں ہاں استاذ، مربی اور مرشد کو چاہیے کہ جو طالب علم جس علم کا متحمل ہوا سے اس کو اسی علم کی طرف متوجہ کرنا چاہیے اور اسی فن کے استاذ کو اس کی راہ نمائی کے لیے مہیا کرنا تعلیمی اداروں کے منتظمین کی ذمہ داری ہے۔ واضح رہے کہ علم وہی فرض ہے جس کو شریعت نے فرض قرار دیا ہے اور وہ علم ہے دین کا۔ اور دین کا علم اس قدر جس سے ہر انسان کو اللہ کے بندوں ...... والدین، اساتذہ، رشتہ داروں، اولاد، معاشرے اور وطن ...... کے حقوق کا علم ہو جائے۔ باقی نہ کوئی زبان سیکھنی منع ہے، نہ کوئی فن بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہو۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ مدارس دینیہ نے عصری علوم کی تعلیم دینا قبول کر لیا ہے ہاں یہ خوشی اس وقت دو چند ہو جاتی ہے۔ جب عصری مدارس یعنی سکول و کالج میں بھی دینیات کی تعلیم کو اس قدر لازمی قرار دے دیا جاتا جس سے مذکورہ بالا دینی حقوق کا ان عصری علوم کے طلباء کو بھی ادراک ہو جاتا۔ یعنی میٹرک تک طلباء کو ناظرہ قرآن کے بعد اس کا مکمل ترجمہ اور ایک آدھ حدیث کی ایسی مختصر کتاب جس سے دین کا بنیادی علم ان کی گھٹی میں پڑ جاتا۔ زمینی حقائق سے باخبر اور اعتدال پسند سابقہ حکومت نے دینیات کے نصاب میں سے جو سورتیں نکلوا دی تھیں۔ موجود جمہوری حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ جمہور...... عوام...... کی خواہش کے مطابق سورۂ انفال و سورۂ توبہ کو ترجیح کے ساتھ دوبارہ شامل نصاب کر دیں۔ ان شاءاللہ امید ہے یہ جرأت مومنانہ ان کے لیے کفارہ سیئات بن جائے گی۔ ہمارے خیال میں میٹرک تک اردو، عربی اور انگلش تینوں زبانوں کی تعلیم لازمی ہونی چاہیے۔ میٹرک کے بعد طالب علم اپنے ذوق اور رجحان کے مطابق تینوں میں سے کوئی سی ایک زبان میں لکھنے، پڑھنے اور بولنے کی مہارت پیدا کر لے۔

نیز سابقہ حکومت نے آقایانِ ولی نعمت کی چشم ابرو کا اشارہ پا کر تعلیمی اداروں میں متعین عربی و اسلامیات کے ٹیچروں کی جو آسامیاں ختم یا روک دی ہیں ان کو بھی بحال کرے اور ان سے جو امتیازی سلوک کیا جانے لگا ہے اس کو بھی ختم کر کے ان کے پرانے سکیل بحال کیے جائیں ان کو حسب قانون ترقی دے کر ان کی اشک شوئی جائے۔ طاغوت اور اس کے آلہ کار ابھی تک اس غلط فہمی میں ہیں کہ نصاب سے بعض سورتیں اور آیات نکال دینے سے قلب مسلم سے روح محمد نکال لی جائے گی۔ کیا یہ ممکن ہے؟ برصغیر میں ایسٹ انڈیا کے قدوم شیطنت لزوم ہی سے صلیب انہیں سازشوں میں کوشاں ہے جن میں وہ اب تک ناکام ہے حتیٰ کہ جعلی نبوت بھی اس کے کام نہ آئی اور ان شاءاللہ وہ ہمیشہ ناکام رہے گا ہماری خواہش ہے کہ کم از کم ان مسلمان حکمرانوں 'جو کلمہ طیبہ کے نعروں سے حاصل کیے جانے والے ملک کے حکمران ہیں' کو ان شیطانی سازشوں میں طاغوت کا ساتھ نہیں دینا چاہیے۔ ع اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد

تمہید ہی پھیل گئی وگرنہ سطور ہذا تحریر کرنے کا اصل مقصد اپنی برادری ...... علوم دینیہ کے طلباء ...... اور اس کے اساتذہ کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنا تھیں۔

حصولِ علم کا مقصد عموماً تین میں سے ایک ہوتا ہے: ① علم برائے اصلاح ② علم برائے علم ③ علم برائے معاش۔

① ...... علم برائے اصلاح۔ دینی علم پڑھنے پڑھانے کا یہی حاصل ہوتا ہے لیکن یہ علم عمل کے بغیر نامکمل رہتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام اور محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کا یہی مقصد رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حسن نیت کی بنا پر ان کا فیض آج تک

جاری ہے اور قیامت تک کے لیے ان کا صدقہ جاریہ بنا ہوا ہے اسی بنا پر علم دین کو سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی تسبیح کہا جاتا ہے جو فرد بھی بتوفیقہٖ تعالیٰ دین کے تعلیم و تعلم میں مشغول ہو گیا وہی سونے کی اس تسبیح کا دانہ بن جاتا ہے۔

②......علم برائے علم: اس سے مراد لغت حدیث، اسماء الرجال، صرف، نحو، منطق، ہیئۃ، فلکیات، سائنس اور مختلف زبانوں کے ادیب و ماہرین لغات، ائمہ ہیں جنہوں نے داد و بے داد سے بے نیاز رہ کر ان جملہ علوم وفنون کی تہذیب، ترتیب اور تدوین میں عمریں صرف کر دیں اور اب ان علوم وفنون سے خلق خدا فیض پا رہی ہے۔ اور یہ بھی ان کے لیے صدقہ جاریہ ہی ہے۔

③......علم برائے معاش: یہ وہ خالص مادی نظریہ ہے جس نے یورپ میں نمو پائی اور بعد میں سر سید نے اس نظریہ کا ہندوستان کے مسلمانوں کے دل میں بیج بویا۔ جس کے بعد ① علم پر عمل کا تصور مدہم ہوتا ہوتا ختم ہو گیا۔ ② علم برائے علم کا تصور از کار رفتہ ......یعنی بے کار...... بن گیا۔ معاشرہ میں اس علم کے حاصل کرنے کو ضروری جانا گیا جس سے نوکری مل جائے، تنخواہ زیادہ مل جائے اور عہدہ بڑا مل جائے۔ ③ علم برائے معاش گزشتہ صدی کی وہ ''کج فکری'' ہے جس نے علم سے عمل کے جذبے اور علوم میں مہارت کی سوچ کو بالکل ماند کر دیا۔ صلیبی استبداد نے علم برائے معاش کی اس فکر کو خوب شہرت دی اور اس کی نمو کی چناں چہ ڈھیرے ڈھیرے عصری تعلیم کے حصول کا مقصد یہی معاش ہی رہ گیا۔ علم کے انسانیت پر جو مثبت اور خوش گوار اثرات مرتب ہوئے تھے معاشرہ ان سے آہستہ آہستہ نہیں بلکہ تیزی کے ساتھ اس طرح محروم ہوتا گیا کہ انسانی قدریں...... ہم دردی، کسی انسان کے دکھ درد کا احساس، غمی وخوشی میں شرکت...... بھی معدوم ہونے لگیں۔ اسی فکرِ بیمار...... علم برائے معاش...... کو دینی علماء وطلباء کے ذہنوں میں اتارنے کے لیے مولوی فاضل جیسی ترغیبات متعارف کرائی گئیں کہ ان امتحانات میں کامیابی کے بعد سرکاری ملازمت کے حصول کے مواقع نسبتاً زیادہ اور بہتر میسر آ جاتے تھے۔ ضیاء الحق مرحوم کو دینی طلباء علماء سے یک گونہ لگاؤ، ان سے ہم دردی بلکہ مرحوم کے دل میں ان کی قدر تھی مرحوم نے دینی طلباء وعلماء کی عزت افزائی کے لیے ان کو روزگار اور معاش کے مزید مواقع مہیا کیے جس سے بلاشبہ سیکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد کو روزگار کے مواقع مل گئے۔ وفاق المدارس کی تشکیل میں بڑے اخلاص کے ساتھ یہی جذبہ کارفرما تھا اور بلاشبہ یہ وفاق اپنے مقاصد میں یعنی وفاق کی بنیاد پر مزید عصری تعلیم کے امتحانات اور اسی بنیاد پر سرکاری تعلیمی اداروں میں ملازمتوں کا سبب بن جانے میں کامیاب بھی رہا اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی کوشش کرنے والوں کی نیت خالص اور دینی علماء طلباء سے ہمدردی اور خیر خواہی کی تھی لیکن ہمارا احساس صرف یہ ہے کہ دینی علم حاصل کرنے کے بعد عمل کا اک جذبہ جو دینی حلقے سے وابستگی کے ساتھ رہتا، پنپتا یا بڑھتا تھا وہ جذبہ حلقہ اور ماحول مختلف ہونے کے بعد باقی نہیں رہتا، جس سے پورے انسانی معاشرے میں عمل کا فقدان بڑھ گیا اور بڑھ رہا ہے ہم یہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ ان میں سے بعض طلبائے علوم دینیہ عصری تعلیم کے ماحول میں داخل ہو کر ماحول کو متاثر بھی کرتے ہیں لیکن ان کی مقدار شاید آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ ہو۔

سطور بالا میں احساس کا یہ چراغ جلانے کی غرض صرف اور صرف یہ ہے کہ مدارس دینیہ کے اساتذہ کو طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ جذبہ عمل کے مفقود ہو جانے کا احساس دلایا جائے بلکہ اس کو ابھارا جائے اور ان کو آمادہ عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اساتذہ اپنے اس مقصد میں کامیاب تب ہوں گے جب دینی مدارس کے مہتمم حضرات، ناظمین اور اراکین انتظامیہ دینی مدارس کے اساتذہ وعلماء کے اعزازیے...... تنخواہیں...... مہنگائی اور حالات کے مطابق یا کم از کم ناظمین اپنے اخراجات پر قیاس کرتے ہوئے مقرر کریں تاکہ اساتذہ...... کی اکثریت...... اپنی جن محرومیوں کو طلباء کے ذہن میں غیر شعوری طور پر اتارتے رہتے ہیں وہ مطمئن اور یکسو ہو کر طلباء کی تربیت سازی کریں۔ اساتذہ کرام بھی افراد...... وارا کین انتظامیہ...... کی کوتاہیوں کو بیان کرنے کی بجائے طلباء کو العلماء ورثۃ الانبیاء کا شرف حاصل کرنے کی طرف متوجہ کریں۔ ترغیب دیں اور طلباء سے بھی درخواست ہے کہ جس طرح ان کے والدین ان...... اپنی جوان اولاد...... کو جس جذبے...... لوجہ اللہ صدقہ جاریہ...... کے ساتھ مدارس میں داخل کراتے ہیں یہ اس جذبے کی قدر کریں اور علم دین کے حصول کو اس پر عمل کرنے اور اس پر عمل پیرا رہنے کی نیت سے حاصل کریں۔ باقی رہا رزق! تو وہ ہر انسان نے دنیا میں اپنا حصہ کھا کے ہی جانا ہے لیکن وہ ملے گا اس طرح جس طرح انسان اللہ تعالیٰ سے طلب کرے گا۔ سورج کو چراغ کیا دکھائیں، اس حدیث قدسی ''انا عند ظن عبدی بی'' کا معنی بھی غالباً یہی ہوگا۔

درس قرآن

قسط نمبر ⑫

تفسیر سورۂ ق

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

﴿ اَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِىْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍo﴾ [ق: ۱۵]

''کیا پہلی بار پیدا کر کے ہم تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ از سرِ نو پیدا کیے جانے کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔''

پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کی طرف توجہ دلائی ہے، جو آسمان، زمین اور ان کے مابین مخلوق سے ہویدا ہے اور ایک ایک چیز اس کے قادرِ مطلق ہونے اور وحدہٗ لاشریک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ
تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

سورۃ الاحقاف میں فرمایا:

﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْىَِ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [الاحقاف: ۳۳]

''اور کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ بے شک وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں، یقیناً وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کے حوالے سے سوال ہے کہ بھلا بتلاؤ کیا یہ سب کچھ پیدا کرنے سے ہم تھک گئے اور عاجز رہے؟ کیا ان میں کوئی کمی وکجی تمھیں نظر آتی ہے؟ کیا کوئی عقل مند یہ تصور کر سکتا ہے کہ جس مالک نے یہ زمین وآسمان اور ان کے مابین ساری مخلوق بنائی ہے جب وہ پہلی بار ان تمام کو پیدا کرنے سے عاجز نہیں تھا تو وہی مالک اس نظام کی بربادی کے بعد دوسری بار پیدا کرنے سے عاجز کیوں کر ہو سکتا ہے؟ کسی چیز کو پہلی بار بنانا مشکل ہوتا ہے یا دوسری بار؟ اگر نقشِ ثانی، نقشِ اوّل سے بہتر ہو سکتا ہے تو دنیا کو دوبارہ پیدا کیوں نہیں کر سکتا؟ اسی حقیقت کا مختلف مقامات پر ذکر ہوا ہے، چناں چہ سورۃ یٰسین میں فرمایا کہ یہ کہتے ہیں کہ گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا:

﴿ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِىْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴾ [یٰسین: ۷۹]

''آپ فرما دیجیے کہ وہی جس نے اسے پہلی بار پیدا کیا اور وہی ساری مخلوق کو جانتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ﴾ [الروم: ۲۷]

''وہی ہے جس نے پہلی بار پیدا کیا پھر اسے وہ دوبارہ پیدا کرے گا، دوبارہ بنانا اس کے لیے زیادہ آسان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: يُؤْذِيْنِى ابْنُ آدَمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّعِيْدَنِىْ كَمَا بَدَأَ وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهٖ."

''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: آدم کا بیٹا مجھے ایذا دیتا ہے کہتا ہے مجھے جیسا پہلے پیدا کیا ہے ایسا دوبارہ ہرگز نہیں پیدا کیا جائے گا، حالانکہ دوسری بار کی نسبت پہلی بار پیدا کرنا زیادہ آسان نہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے لیے نہ پہلی بار تم کو پیدا کرنا مشکل تھا نہ ہی دوسری بار۔

﴿بَلْ هُمْ﴾ انھیں ہماری اس قدرتِ کاملہ پر یقین ہے اور اس حقیقت کا بھی اعتراف ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سب کچھ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں، اگر شک وشبہ ہے تو دوسری بار پیدا کیے جانے پر ہے، جیسا کہ ایک اور مقام پر ان کی یہ بات بیان ہوئی ہے:

﴿ وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ﴾ [الجاثية: ٣٢]

''اور جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ بالکل برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہوتی ہے؟ ہم بس ایک خیال سا رکھتے ہیں ہم کو یقین نہیں ہے۔''

جیسے ہر سنی سنائی بات پر کچھ نہ کچھ ظن وگمان ہو جاتا ہے، اسی نوعیت کا قیامت کے بارے میں ان کو گمان یا شبہ تھا، بلکہ بعض نے تو اس کے معنی یہ کیے ہیں: ان نظن الا انکم تظنون ظنا

کہ ہمارا خیال ہے کہ قیامت کے بارے میں یہ تمہارا ظن وگمان ہے۔[قرطبی، فتح القدیر]

ورنہ ہم کو اس پر یقین نہیں۔ ان کے اسی ذہنی تذبذب کو یہاں لَبْسٌ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الحج (۵) اور النمل (٦٦) میں جو اسی حوالے سے کفار کی طرف سے قیامت کے بارے میں شک اور ریب کا لفظ آیا ہے تو یہ صرف اسی تناظر میں ہے جس کا اظہار وہ اکثر کیا کرتے تھے کہ جب ہم ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہمیں دوبارہ کیوں کر زندہ کیا جا سکے گا۔ یوں نہیں کہ انھیں قیامت کے بارے میں تذبذب وتردد تھا۔ تردد کی صورت میں حتمی انکار نہیں ہوتا لیکن وہ تو اس کے انکار کی قسمیں کھاتے اور قیامت کے قائم ہونے کا مذاق اڑاتے تھے۔ جیسا کہ با حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔ سورۃ السجدۃ میں فرمایا گیا ہے:

﴿ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ﴾ [السجدة: ١٠]

''اور وہ کہتے ہیں جب ہم مٹی میں رل مل چکے ہوں گے تو وہ پھر نئے سرے سے پید کیے جائیں گے درحقیقت یہ اپنے ربّ کی ملاقات کے منکر ہیں۔''

قیامت کے ''کافرون'' کے بارے میں ہی فرمایا گیا ہے:

﴿ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ o الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِo﴾ [المطففين: ١٠، ١١]

''تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لیے جو روزِ جزا کو جھٹلاتے ہیں۔''

ان آیات سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ وہ قیامت کے بارے میں یقین کی حد تک انکاری تھے اور تردد وشک محض اسی درجہ میں تھا جو عموماً سنی ہوئی بات کے بارے میں بعض اوقات پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت اکبر الٰہ آبادی نے ایسے لوگوں کے بارے میں ہی فرمایا ہے ۔

جو ذکر آتا ہے آخرت کا تو آپ ہوتے ہیں صاف منکر
خدا کی نسبت بھی دیکھتا ہوں یقین رفت و گمان کافی

درسِ حدیث

توفیق الباری

"الادب المفرد" للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ
تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیو کرول شالامار باغ۔لاہور)

باب: الغيبة للميت

مردہ کی غیبت کرنا

۷۵۸ . عـن أبي هريرةَ قالَ: جاءَ مَاعِزُ بنُ مالكٍ الأسْلَمِيّ فَرَجَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ عندَ الرّابعةِ، فَمَرَّ بهِ رسولُ اللّٰه ﷺ ومعَهُ نفرٌ من أصحابِهِ، فقالَ رجلٌ منهم: إنّ هٰذا الخائنُ أتى النَّبِيَّ ﷺ مِرارًا كُلُّ ذٰلِكَ يَردُّهُ ثم قُتِلَ كما يُقْتَلُ الكَلْبُ، فسكتَ عنهم النَّبِيُّ ﷺ حتّى مرَّ بجيفةِ حمارٍ شَائِلةٌ رِجْلُهُ، فقالَ: ((كُلا مِنْ هٰذَا)) قالا: مِنْ جِيْفَةِ حِمارٍ يا رسولَ اللّٰهِ؟ قالَ: ((فَالّذِي نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أخِيْكُمَا آنِفًا أكثرُ۔ والّذِي نَفسُ مُحَمَّدٍ بِيدِهِ، إنّه في نهرٍ منْ أنهارِ الجنّةِ يتغمسُ)). [ضعيف]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا گناہ کا اقرار کیا آپ نے انہیں واپس بھیج دیا یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ آپ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا ان کو رجم کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ اس کے پاس سے گزرے ایک شخص نے کہا یہ ہلاک ہونے والا کئی بار رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (گناہ کا اقرار کیا) آپ ﷺ ہر بار اسے واپس لوٹاتے رہے یہاں تک کہ کتے کی طرح مار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے جو پھول جانے کی وجہ سے جس کی ٹانگ اوپر اٹھی ہوئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کھاؤ کہا انہوں نے کیا اس مردہ گدھے میں سے؟ آپ نے فرمایا جو تم نے اپنے بھائی کی توہین کی ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے! وہ جنت کی نہروں سے ایک نہر میں غوطے لگا رہا ہے۔''

باب: من مس رأس صبي مع أبيه وبرّك عليه

بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا (پیار دینا) اس کے باپ کے سامنے

۷۵۹ . عن عُبادةَ بنِ الوليد بن عُبادة بن الصّامت قالَ: خرجتُ مع أبي وأنا غُلامٌ شابٌّ فَلَقِينَا شيخًا [عليه بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ وعلى غُلامه بُرْدَةٌ ومَعَافريّ]، قلتُ: أيْ عمّ، ما يمنعُكَ أن تُعْطِيْ غُلامَكَ هٰذه النَّمِرة وتأخذُ البُردةَ فتكون عليك بُرْدَتَان وعليه نمرةٌ؟ فأقبلَ على أبي فقالَ: ابنُكَ هذا؟ قالَ: نعم، قال: فَمَسَحَ على رأسِي وقالَ: بَارَكَ اللّٰهُ فيكَ أشهدُ لسمعتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ يقُولُ: ((أَطْعِمُوهُمْ ممَّا تَأْكُلُوْن، واكسُوهُمْ ممَّا تَكْتَسُوْنَ)) يا ابنَ أخِي، ذَهَابُ مَتَاعِ الدّنيا أحبُّ إليَّ مِنْ أنْ يأْخُذَ مِنْ مَتَاعِ الآخِرَةِ، قلتُ: ايْ أَبْتَاهُ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟ قالَ أبو اليَسَر: [كعبُ] بنُ عَمْرو .

[صحيح مسلم]

''عبادہ بن ولید سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ (طلب علم کے لیے) نکلا میں اس وقت نوجوان تھا ہماری ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی ان پر ایک دھاری دار چادر اور ایک معافری چادر تھی ان کے غلام پر بھی ویسی ہی دو چادریں تھیں۔ میں نے کہا اے چچا جان! آپ کو کون سی چیز مانع ہے آپ اپنے غلام کو اپنی دھاری دار چادر دے دیتے اور اس سے دوسری چادر لے لیتے آپ کے پاس دو اچھی چادریں ایک طرح کی ہو جاتیں اور غلام پر بھی ایک طرح کی دو چادریں ہو جاتیں۔ وہ بزرگ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے کہنے لگے یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میرے والد نے کہا، جی ہاں! انہوں نے میرے سر پر پیار دیا اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اپنے غلاموں کو ویسا ہی کھلاؤ جیسا خود کھاتے ہو اور ویسا ہی پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو۔ اے میرے بھتیجے! دنیا کا میرے ہاتھوں سے چلا جانا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ آخرت کا سامان میرے ہاتھوں سے چلا جائے۔ میں نے پوچھا ابا جان یہ بزرگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ ابو الیسر کعب بن عمرو ہیں۔''

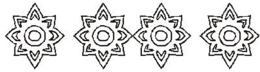
فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے بعض الفاظ کا تفاوت ہے معانی متقارب ہیں مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے حدیث دلیل ہے اتحاد طعام وکسوتِ غلام پر۔

باب: دالة أهل الإسلام بعضهم على بعض

اہل اسلام کی آپس میں ہمدردی اور بے تکلفی کا بیان

۱۷۰ . عن محمَّدِ بنِ زياد قال: أدركتُ السَّلَفَ وإنّهم ليكُونُونَ فِي المنزلِ الوَاحِدِ بأهالِيهِم، فربَّما نزلَ على بعضِهِمُ الضَّيْفُ، وَقِدْرُ أَحَدِهِمْ على النّار، فيأخُذُها صَاحِبُ الضّيْفِ لضيفِهِ، فيفقِدُ القِدْرَ صاحبُها، فيقولُ: مَنْ أخذَ القِدَرَ؟ فيقولُ صاحبُ الضيّفِ: نحنُ أَخذْنَاهَا لضيفِنَا، فيقولُ صاحبُ القِدْرِ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ فيها - أو كلمة نحوها - قال بقيّةُ: وقالَ محمَّدٌ: والخبزُ إذا خَبَزُوا مثلَ ذٰلك، وليسَ بَيْنَهُمْ إلّا جُدُرُ القَصَبِ. قال بقيةُ [هو ابن الوليد]: وأدركتُ أنَا ذٰلكَ: محمَّدَ بنَ زيادٍ وأصحابَهُ. [صحيح الإسناد]

''محمد بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے پہلے لوگوں کو دیکھا ہے وہ ایک جگہ پر اکٹھے اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہتے تھے۔ ان میں سے اگر کسی کا مہمان آ جاتا ابھی ان کی ہانڈی آگ (چولہے) پر ہوتی تو میزبان اپنے ساتھ والے کی ہانڈی اٹھا کر سالن لے لیتے اور ہانڈی ساتھ لے جاتے پڑوسی ہانڈی والا پوچھتا ہماری ہانڈی کس نے اٹھائی ہے تو مہمان والا کہتا ہمارا مہمان آیا تھا ہم نے اٹھائی ہے۔ یہ سن کر ہنڈیا والا کہتا اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے یا ایسے ہی لفظ کہتا۔ بقیہ راوی کہتے ہیں محمد بن زیاد نے کہا ایسے ہی روٹی کا معاملہ ہوا کرتا تھا اور صرف سرکنڈے کی دیوار درمیان میں ہوتی تھی۔ بقیہ نے کہا میں نے محمد بن زیاد اور ان کے اصحاب کو اسی حال میں پایا۔''



احکام ومسائل

(قسط نمبر ۳ (آخری)

مسئلۂ رؤیتِ ہلال

شرعی دلائل کی روشنی میں

حافظ صلاح الدین یوسف (مشیر وفاقی شرعی عدالت، پاکستان۔ مدیر: شعبۂ تحقیق وتالیف دارالسلام، لاہور

رؤیت کے اثبات کے لیے کتنے گواہ ضروری ہیں؟

احادیث میں چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر ہی افطار یعنی عید کرنے کا جو حکم ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہر ہر مسلمان کا دیکھنا ضروری ہے یا کتنے مسلمانوں کا دیکھنا کافی ہے؟

یہ بات تو واضح کی جا چکی ہے کہ جن ممالک کے مطالع ایک ہیں یا ان میں زیادہ فرق نہیں ہے، وہ ایک دوسرے کی رؤیت کی بنیاد پر رمضان وشوال وغیرہ کا آغاز کر سکتے ہیں۔

اب مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ رؤیت کا اثبات کس طرح ہوگا؟ ظاہر بات ہے کہ ہر شخص کو تو دیکھنے کا پابند نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے، اس لیے علماء کے ایک گروہ کی رائے تو یہ ہے کہ ایک عادل مسلمان کی گواہی سے رؤیت کا اثبات ہو جائے گا۔ امام شوکانی اور صاحبِ ''فقہ السنۃ'' وغیرہم نے اسی رائے کا اظہار کیا ہے۔ دوسرے علماء کی رائے ہے کہ رمضان المبارک کے لیے ایک عادل مسلمان کی گواہی اور رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں (شوال، ذوالحجہ وغیرہ) کے لیے دو عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔ شرعی نصوص کی رُو سے یہ دوسری رائے راجح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

"تَـرَاءَ ى الـنَّـاسُ الْهِلَالَ فَـأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ أَنِّـي رَأَيْتُهُ، فَصَامَ وَ أَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ. " [سنن أبي داود، الصيام، باب في شهادة الواحد على رُؤيَة هلال رمضان، حديث :2340]

''لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی (لیکن میرے سوا کسی کو نظر نہیں آیا) چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے لیے ایک عادل مسلمان کی گواہی کافی ہے۔ امام ابوداود نے بھی جو باب باندھا ہے اس کا ترجمہ بھی یہ ہے کہ ''رمضان کے چاند کے اثبات کے لیے ایک شخص کی گواہی کا بیان'' اور اس کے تحت مذکورہ حدیث بیان کی ہے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اور اس باب سے پہلے امام ابوداود رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے:

باب شهادةِ رجلَين على رؤيَةِ هلالِ شَوَّالٍ .

''شوال کے چاند کے اثبات کے لیے دو آدمیوں کی گواہی کا بیان۔''

اور اس کے تحت امیرِ مکہ حارث بن حاطب کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ

أَنَّ أَمِيـرَ مَـكَّةَ خَـطَبَ ثُمَّ قَالَ: عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰـهِ ﷺ أَنْ نَنْسُكَ لِلرُّؤْيَةِ، فَإِنْ لَمْ نَرَهُ وَ شَهِدَ شَاهِدَا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتِهِمَا .

''امیر مکہ نے خطاب کیا اور اس میں اس نے یہ بھی کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم چاند دیکھ کر حج کے ارکان ادا کریں۔ اگر ہم خود نہ دیکھ سکیں اور دو عادل گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی پر حج کر لیں۔''

اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ امیر مکہ نے یہ بھی کہا کہ ''اس مجلس میں

بلاشبہ ایسی شخصیت موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے متعلق مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔'' اور یہ کہہ کر انھوں نے اس شخصیت کی طرف اشارہ کیا، یہ شخصیت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تھی، ان سے جب پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

بِذٰلِكَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے۔''

امام ابوداود نے ایک دوسری روایت یہ بیان کی ہے کہ ربعی بن حراش ایک صحابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ ، فَقَدِمَ أَعْرَابِيَّانِ فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللّٰهِ لَأَهَلَّا الْهِلَالَ أَمْسِ عَشِيَّةً ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ أَنْ يُفْطِرُوا ، زَادَ خَلَفٌ فِي حَدِيثِهِ: وَ أَنْ يَغْدُوا إِلٰى مُصَلَّاهُمْ .

''رمضان کے آخری دن کی بابت لوگوں کا اختلاف ہو گیا تو دو اعرابی (دیہاتی) آئے اور انھوں نے نبی ﷺ کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ انھوں نے (گاؤں سے مدینہ آتے ہوئے) کل شام کو چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزے توڑ لیں۔ اور حدیث کے ایک راوی خَلَف کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے حکم فرمایا: ''اگلے دن صبح کو (نمازِ عید کے لیے) عیدگاہ جائیں۔''

یہ دونوں حدیثیں ابوداود کے اس باب میں موجود ہیں جس کا حوالہ پہلے گزرا ہے (احادیث نمبر ہیں: 2339,2338) پہلی حدیث میں دو گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنے کا حکم ہے اور دوسری حدیث میں دو گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنے کی عملی مثال ہے۔ پہلی حدیث میں حج کے ارکان کی ادائیگی، یعنی ذوالحجہ کے چاند کی صراحت ہے اور دوسری حدیث میں ہلالِ شوال کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ رمضان المبارک کے چاند کے علاوہ دیگر مہینوں کے اثبات کے لیے دو عادل مسلمان گواہوں کی گواہی ضروری ہے اور رمضان کے لیے ایک عادل مسلمان کی گواہی کافی ہے۔

عادل، جس کی گواہی معتبر ہے، کون ہے؟

عادل کا مطلب ہے کہ وہ مسلمان متقی، احکام و فرائض اسلام کا پابند ہو اور کوئی واضح جرح اس پر ثابت نہ ہو۔ دوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شوال کے چاند کی معتبر گواہی اگر تاخیر سے ملے تو روزے اسی وقت توڑ دیے جائیں اور نمازِ عید کا وقت نکل چکا ہو تو نمازِ عید اگلے دن ادا کی جائے۔

اگر کسی ملک میں مطلع اکثر ابر آلود رہتا ہو تو کیا کیا جائے؟

1979ء میں سنگاپور میں وہاں کی جمعیت دعوت اسلامی اور ایک دوسری تنظیم اسلامی کونسل کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہوا۔ جمعیت کی رائے میں ماہِ رمضان کی ابتدا اور انتہا ادلۂ شرعیہ کے عموم کے مطابق شرعی رؤیت کے مطابق ہونی چاہیے جبکہ سنگاپور کی اسلامی کونسل کی رائے یہ تھی کہ رمضان کی ابتدا اور انتہا فلکیات کے حساب کے مطابق ہونی چاہیے کیونکہ اس وقت ایشیا کے ممالک کا مطلع عموماً اور سنگاپور کا مطلع خصوصاً ابر آلود تھا، لہٰذا اکثر ممالک میں رؤیت کے مقامات ابر آلود ہونے کی وجہ سے یہ ایک ایسا عذر ہے کہ جس کی وجہ سے فلکیات کے حساب (کیلنڈر) پر انحصار کیے بغیر چارہ نہیں۔

یہ مسئلہ سعودی عرب کی فقہی کونسل میں جس میں کبار علماء شامل ہیں، پیش ہوا، اسلامی فقہی کونسل (جدہ) کے ارکان نے نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں اس موضوع کا خوب مطالعہ کیا اور اس کی روشنی میں جمعیت دعوت اسلامی کی تائید کی کیونکہ اس موقف کی تائید میں اَدِلّۂ شرعیہ واضح طور پر دلالت کناں ہیں۔

اسلامی فقہی کونسل کی رائے ہے کہ سنگاپور اور ایشیا کے بعض دیگر ممالک جہاں عموماً مطلع ابر آلود رہتا ہے اور ان جیسے علاقوں میں مسلمانوں کے لیے چاند دیکھنا ممکن نہیں ہوتا، انھیں چاہیے کہ اس سلسلے میں ان اسلامی ملکوں پر اعتماد کریں جو چاند کے سلسلے میں کسی حساب کے

بجائے صرف اور صرف رؤیتِ بصری پر اعتماد کرتے ہیں تا کہ نبی ﷺ کے اس ارشاد پر عمل ہو سکے کہ ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار (روزہ رکھنا ترک اور عید) کرو۔''

[فتاوی اسلامیہ: ۲/ ۱۵۹، ۱۶۰، مطبوعہ دارالسلام]

اس فتویٰ کی رُو سے ایسے علاقوں کے لوگوں کے لیے جہاں مطلع اکثر ابر آلود رہتا ہے اور چاند کا دیکھنا ممکن نہیں ہوتا، ایسے علاقوں کی رؤیت کے مطابق رمضان وشوال کا آغاز کرنا جائز ہے جہاں شریعت کے مطابق رؤیت بصری پر فیصلہ کیا جاتا ہے، جیسے، مثلاً: سعودی عرب، پاکستان وغیرہ ہیں، گویا محض فلکیات پر اعتبار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس طرح شرعی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے جو کسی مسلمان کے شایاں نہیں ہے۔

ہمیشہ 30 روزے رکھنا بھی جائز نہیں:

علاوہ ازیں ایسے علاقوں کے لوگوں کے لیے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ یہ سوچ کر کہ ہمیں چاند تو نظر ہی نہیں آتا، ہمیشہ 30 روزے رکھتے رہیں اور کسی بھی ملک کی رؤیت بصری پر اعتماد نہ کریں۔ کیونکہ اس طرح بھی قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اس لیے کہ مہینہ اللہ ہی کے حکم سے کبھی 29 دن کا اور کبھی 30 دن کا ہوتا ہے اور وہ دنوں کی اس کمی بیشی کو اپنے طور پر ختم کر دیں تو یہ یقیناً حدودِ الٰہی سے تجاوز ہوگا۔

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝﴾

[البقرۃ: ۲/۲۲۹]

ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرنے سے روزے 30/29 کے بجائے کم یا زیادہ ہو جائیں؟

مذکورہ تفصیل سے اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے جو بعض ایسے لوگ پوچھتے ہیں جن کو رمضان المبارک میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں آنے جانے کا اتفاق ہوتا ہے، ان کو یہ مشکل پیش آتی ہے کہ بعض دفعہ وہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں رمضان کے آغاز یا اختتام پر آتے یا جاتے ہیں تو ان کے روزے 28 رہ جاتے ہیں یا بعض دفعہ 31 ہو جاتے ہیں۔ وہ کیا کریں؟ تو حکم یہی ہے کہ جس ملک میں بھی جائیں اگر وہاں ابھی رمضان ختم نہیں ہوا ہے تو وہاں جانے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ وہ روزے رکھیں، چاہے وہ سفر کرنے سے پہلے اپنے ملک میں اس ملک سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھ چکے ہوں۔ اس طرح امکان ہے کہ ان کے روزے 30 کے بجائے 31 ہو جائیں، لیکن ان کے لیے وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ ہی عید الفطر کرنی ضروری ہوگی، اس سے پہلے وہ روزہ رکھنا ترک نہیں کریں گے۔ ان کا ایک زائد روزہ ان کے لیے نفلی ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی امکان ہے کہ جب وہ دوسرے اسلامی ملک میں جائیں تو وہاں ہلالِ شوال نظر آجائے جبکہ ان کے روزے 28 ہی ہوں، اس صورت میں بھی ان کے لیے عید الفطر ان کے ساتھ ہی کرنی ضروری ہوگی اور یہ ایک روزے کی بعد میں قضا دے لیں گے۔

اور اگر 29 روزے پورے ہو جائیں تو پھر کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوگا، ان کے روزے پورے رمضان کے روزے ہی شمار ہوں گے کیونکہ مہینہ کبھی 29 دن کا بھی ہوتا ہے، البتہ 28 یا 31 دن کا نہیں ہوسکتا۔

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے دن لمبا ہو جائے، مثلاً: ایک شخص روزے کی حالت میں غروبِ شمس کے قریب سفر کا آغاز کرتا ہے لیکن وہ جس ملک کی طرف سفر کر رہا ہے وہاں سورج تاخیر سے غروب ہوتا ہے، بنابریں اس کا دن گھنٹہ یا دو گھنٹہ لمبا ہو جائے، تو ظاہر بات ہے کہ وہ راستے میں روزہ اسی وقت افطار کرے گا جب سورج کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے گا چاہے اپنے ملک کے مقابلے میں اس کا روزہ کچھ لمبا ہو جائے۔ علاوہ ازیں اس کے برعکس دن چھوٹا بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں اس کو سہولت مل جائے گی اور معمول سے کچھ دیر پہلے روزہ افطار کر لے گا۔

گویا جس طرح روزہ افطار کرنے کے لیے غروبِ شمس کا تیقُّن ضروری ہے چاہے دن کچھ لمبا یا کچھ چھوٹا ہو جائے اسی طرح ایک مسلمان جس ملک میں بھی جائے گا، وہاں کی رؤیت کے مطابق ہی اسے عید الفطر کرنی ہوگی، یعنی روزہ رکھنے یا چھوڑنے کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ اگر

وہاں کی رؤیت پر اس کے روزے پورے 29 یا 30 ہوجاتے ہیں تو فبہا، اور اگر 31 ہوجاتے ہیں تو ایک روزہ نفلی ہوجائے گا لیکن وہاں کے مسلمانوں کے ساتھ اس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہوگا اور 28 ہوں گے تو ایک روزہ عیدالفطر کے بعد رکھنا ہوگا کیونکہ حکم ہے:

الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ ، وَ الْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ ، وَالْأَضْحٰى يَوْمَ تُضَحُّونَ .

''روزے کا وہ دن ہے جس دن تم روزہ رکھو اور روزہ افطار (عید) کرنے کا وہ دن ہے جس دن تم افطار (عید) کرو اور عید الاضحیٰ کا وہ دن ہے جس دن تم قربانیاں کرو۔'' [جامع الترمذي، الصوم، باب ما جاء أن الصوم يوم تصومون...... حديث : 197]

اس حدیث میں خطاب مسلمانوں سے ہے اور مسلمانوں سے مراد اپنے اپنے علاقے (یا ایک متحد المطالع ملک) کے مسلمان ہیں، اس میں ایک علاقے کی حد تک مسلمانوں کو اجتماعیت کی تاکید ہے جس سے مسئلہ زیر بحث کی تائید ہوتی ہے۔

کچھ رؤیت ہلال کمیٹی اور اس کی پیش کردہ تجاویز کے بارے میں:

اب آخر میں ہم دو امور پر مزید گفتگو کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

① ...... وقتاً فوقتاً مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلوں اور طریق کار پر تنقید ہوتی رہتی ہے، اس کی حیثیت کیا ہے؟ اس کا کوئی جواز ہے یا نہیں؟

② ...... رؤیت ہلال کمیٹی کو مزید بہتر کس طرح بنایا جاسکتا ہے اور اس کے لیے کیا مزید اقدامات کیے جانے چاہئیں؟

③ ...... بعض حلقوں کی طرف سے بلکہ چند سال قبل خود وزارتِ مذہبی امور کی طرف سے دو تجویزیں منظر عام پر آئی تھیں۔

① ...... ایک یہ کہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کا وجود ختم کردیا جائے اور یہ معاملہ خود وزارت مذہبی امور سنبھال لے اور وہی علماء کے فیصلے کے بغیر رؤیت یا عدم رؤیت کا اعلان کرے، البتہ ایک اطلاعاتی مرکز قائم کیا جائے جس میں تمام جدید سائنسی آلات اور سہولیات موجود ہوں۔ وزارت مذہبی اُمور اس کی مدد سے چاند کے دیکھنے اور اس کا فیصلہ کرنے کا اہتمام کرے۔

② ...... سعودی عرب کو حرمین مقدسین کی وجہ سے پورے عالم اسلام میں عزت و احترام کا ایک خاص مقام حاصل ہے، پاکستان میں اس کی رؤیت اور فیصلے کو بنیاد بنالیا جائے اور اس کے مطابق ہی یہاں رمضان کے آغاز کا اور عیدین منانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہ اتحادِ اُمت کی اچھی مثال بھی بن سکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے خیال میں وزارتِ مذہبی اُمور کی مذکورہ دونوں ہی تجویزیں نہ صرف درست نہیں بلکہ قابل عمل بھی نہیں!!

جہاں تک پہلی تجویز کا تعلق ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلے سے علمائے کرام کا تعلق ختم کردیا جائے اور یہ معاملہ کلیتاً حکومت کے ہاتھ میں چلا جائے۔ لیکن اس سے مسئلہ سلجھے گا نہیں، مزید اُلجھے گا، اس لیے کہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے جس میں رہنمائی کے لیے عوام دینی رہنماؤں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ وہ شرعی مسئلے میں حکومت پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں۔

خود مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے قیام کا پس منظر بھی یہی ہے کہ ایوب خاں کے دور میں ایک دو مرتبہ حکومت نے اپنے اعلان کے مطابق عید منوانے کی کوشش کی جو بری طرح ناکام ہوئی اور عوام نے علماء کی رائے پر ہی مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس تجربے کی روشنی میں بالآخر حکومت نے رؤیتِ ہلال کمیٹی قائم کی اور یہ معاملہ کلیتاً اس کمیٹی کے ذریعے سے علماء کے سپرد کردیا۔ رؤیتِ ہلال کے قیام کے بعد یہ معاملہ نہایت خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔ کمیٹی کے فیصلے میں بعض دفعہ تاخیر ہوجاتی یا اس کا فیصلہ ہدفِ تنقید بنتا ہے، تو اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ یا تو حکومت کے ناقص انتظامات تاخیر کا سبب بنتے ہیں یا ناقص اطلاعات اس کا باعث ہیں۔

اصل ضرورت ان وجوہات کا خاتمہ ہے جن سے تاخیر ہوتی ہے یا اگر فیصلہ ہدفِ تنقید بنتا ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کا وجود ہی تحلیل کردینا چاہیے جس کا کوئی قصور نہیں، کیونکہ کمیٹی کا کام صرف چاند دیکھنا نہیں ہے بلکہ ''چاند دیکھے جانے یا نہ دیکھے جانے کا

فیصلہ کرنا ہے۔'' اور کمیٹی اپنا یہ کام، یعنی رؤیت کا فیصلہ کرنے میں دستیاب وسائل کی حد تک اپنی ممکنہ مساعی بروئے کار لاتی ہے، اس میں بالعموم کوتاہی نہیں کرتی۔

کمیٹی کی بہتر کارکردگی کے لیے مزید اقدامات کی ضرورت:

اس تاخیر کے خاتمے یا غلط فیصلے کے اِزالے کے لیے مزید چند باتوں کا اہتمام ضروری ہے تاکہ کمیٹی کی راہ میں جو مشکلات ہیں، وہ دُور ہوں اور اس کی کارکردگی کو مزید بہتر بنایا جاسکے اور یہ دو اقدامات ہیں جو حسب ذیل ہیں:

ایک یہ کہ اگر مصدقہ اطلاعات ایسی ملیں جن سے کمیٹی کا فیصلہ غلط ثابت ہوتا ہو، تو ایسا انتظام ہونا چاہیے کہ کمیٹی کے ارکان دوبارہ جمع ہوں اور تحقیق و تفتیش کے بعد اگر فی الواقع پہلا فیصلہ غلط ہو تو اسے تبدیل کرنے میں کوئی عار اور سبکی محسوس نہیں کرنی چاہیے نہ اسے انا اور وقار کا مسئلہ بنانا چاہیے۔ شنید ہے کہ سعودی عرب میں بھی بعض دفعہ فیصلہ تبدیل کر کے نیا اعلان کیا گیا ہے۔ اس نظیر پر یہاں بھی عمل کیا جانا چاہیے، یہ ایک شرعی مسئلہ ہے جس میں شریعت ہی کی رو سے فیصلہ تبدیل کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ملک میں عیسوی تقویم کے بجائے قمری تقویم کو اختیار کیا جائے، تاکہ لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کیا کریں۔ ہم نے چونکہ قمری تقویم سے تعلق بالکل منقطع کر دیا ہے، اس لیے لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام ہی نہیں کرتے، جو ایک بہت بڑی کوتاہی ہے۔ اس کوتاہی کا ازالہ بھی نہایت ضروری ہے۔

اور اس کا ایک طریقہ تو وہی ہے جو ہم نے عرض کیا، یعنی قمری تقویم کو اختیار کرنا، قمری تاریخیں ہی ملک میں رائج ہوں، اسی کے مطابق تنخواہیں ملیں اور اسی کے مطابق تعطیلات وغیرہ ہوں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر قمری تاریخ کو 29 ویں شب کے لیے حکومت کی طرف سے چاند دیکھنے کی اپیل شائع ہو۔ حکومت اپنے مخصوص مقاصد و عزائم کے اظہار کے لیے بلا مبالغہ کروڑوں روپے اشتہارات کی مد میں خرچ کرتی ہے، اگر وہ چند لاکھ روپے اس کام پر بھی صرف کر دیا کرے، تو اس کے بہترین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ چاند کی ہر 29 تاریخ کے قومی اخبارات میں اشتہار کے طور پر یہ اعلان شائع ہو کہ ''لوگ آج شام کو چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور چاند نظر آنے کی صورت میں حسبِ ذیل نمبروں پر فون کے ذریعے سے اطلاع دیں......''

ہر علاقے کے اخبارات میں وہاں کی زونل کمیٹی کا فون نمبر دیا جائے، دیگر ضروری نمبر دیے جاسکتے ہیں۔ بہرحال ایک مسلمان مملکت کے لیے ضروری ہے کہ وہاں ذوق و شوق کے ساتھ چاند دیکھنے کا اہتمام ہو، اگر اس اہتمام میں کمی ہو تو اسے دور کیا جائے اور لوگوں میں چاند دیکھنے کی رغبت اور شوق پیدا کیا جائے۔

علامہ قرافی رحمہ اللہ نے رؤیتِ ہلال کے مسئلہ پر بہت تفصیل سے لکھا ہے اور یہ بحث ان کی مشہور تصنیف الفُرُوق کے صفحہ 8 تا 15 میں پھیلی ہوئی ہے۔ جس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ رؤیتِ ہلال کے دو پہلو ہیں: ایک خبر کا اور دوسرا شہادت کا، اس اعتبار سے اس میں قضاء (فیصلہ) کا پہلو نمایاں ہے۔

خبر کی حد تک، تمام انتظامات کی ذمے دار حکومت ہے (ان میں جو کمی اور کوتاہی ہے، حکومت اس کے ازالے کا اہتمام کرے) کہ ہر ممکنہ طریقے سے، سائنسی آلات وغیرہ کی مدد لے کر یا عوام میں شعور اور رؤیت کا اہتمام پیدا کر کے کمیٹی کو چاند کے بارے میں تمام خبریں بروقت پہنچائی جائیں۔

جہاں تک شہادت کا معاملہ ہے، اس کی جانچ پرکھ کا کام علماء کا ہے، وہی اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں کہ رؤیتِ ہلال کی جو شہادتیں میسر آئی ہیں، وہ کس حد تک قابل قبول یا قابل رد ہیں اور آیا ان کی بنیاد پر رؤیت کا فیصلہ صحیح ہے یا غلط؟...... حکومت کا کوئی انتظامی ادارہ شہادتوں کی جانچ پڑتال کا اہل نہیں۔ کیونکہ اس میں حکومت کی سیاسی مصلحتیں اور مفادات درمیان میں آسکتے ہیں جو اس سارے کام کو مشکوک بنا دیں گے اور اسی وجہ سے عوام ان معاملات میں حکومت کے فیصلوں پر اعتماد نہیں کرتے۔ جبکہ علماء کے سامنے اس قسم کے کوئی مفادات نہیں ہوتے، وہ تو صرف لوجہ اللہ عوام کی دینی رہنمائی کا فرضِ منصبی ادا کرنے

کی کوشش کرتے ہیں۔

بنابریں رؤیتِ ہلال کمیٹی کے ختم کرنے کی تجویز غیر معقول اور ایک بنے بنائے نظم کو بگاڑنے کی مذموم سعی ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کمیٹی کو زیادہ مؤثر اور قابل اعتماد بنایا جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اس میں علماء کو صرف میرٹ کی بنیاد پر شامل کیا جائے، یعنی ان علماء کو کمیٹی کا ممبر بنایا جائے جو مستند عالم اور عوام کے معتمد علیہ ہوں۔ محض سیاسی رشوت کے طور پر حکومت کی حلیف مذہبی جماعتوں کے نمائندوں اور ان کے تجویز کردہ علماء ہی کو شامل نہ کیا جائے (جیسا کہ عام طور پر معمول ہے) بلکہ حکومت کی حمایت یا مخالفت سے قطع نظر اہل تر افراد کو نامزد کیا جائے۔

④......سعودی عرب، بلاشبہ حرمین شریفین کے خادم ہونے اور دیگر بہت سی امتیازی خصوصیات کا حامل ہونے کی وجہ سے نہایت قابل احترام ہے، لیکن پاکستان اور سعودی عرب کے مطلع میں بہت زیادہ فرق ہے، اس لیے سعودی عرب کی رؤیت کو پاکستان کے لیے بھی قابل اعتبار گردانا شرعی لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہوگا۔ شرعی نصوص کا تقاضا اور اکثر علماء کا فیصلہ یہی ہے کہ ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقوں کے لیے کافی نہیں ہے الا یہ کہ مطلع کا زیادہ فرق نہ ہو۔ جیسا کہ پہلے اس پر تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ اس اعتبار سے سعودی عرب کے فیصلے کو پاکستان کے لیے بھی لازمی قرار دینا شرعی نصوص کے خلاف ہوگا۔

خلاصۂ مباحث

مذکورہ مباحث وتفاصیل کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

⊙......عالم اسلام میں ایک ہی دن عید منانے اور رمضان وغیرہ کا آغاز کرنے کا جو تصور ہے، اس کی کوئی شرعی بنیاد نہیں ہے، حتی کہ سعودی عرب کی رؤیت کو بھی اس کے لیے بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔

⊙......عالم اسلام کے ممالک میں مطالع کا باہم شدید اختلاف اور فرق ہے، اس کے ہوتے ہوئے کسی ایک ملک کی رؤیت کو عالم اسلام کے تمام ممالک کے لیے کافی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

⊙...... ہر علاقے کے لوگوں کے لیے ان کی اپنی رؤیت ضروری ہے، البتہ ایک ملک کی حد تک کسی ایک علاقے یا ایک شہر کی رؤیت کو پورے ملک کے لیے قابل اعتبار گردانا جاسکتا ہے کیونکہ ایک ملک کے شہروں کے مطالع میں بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ تاہم مختلف صوبوں میں اگر الگ الگ عیدیں بھی اپنی اپنی رؤیت کی بنیاد پر ہوں تو شرعاً یہ بھی جائز ہے۔

⊙......رصد وفلکیات کے علم سے چاند کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فائدہ اٹھانا اور اس پر اعتماد کرنا جائز ہے تاہم فلکیات کی بنیاد پر سارے سال کے لیے کیلنڈر بنانا ناجائز ہے۔

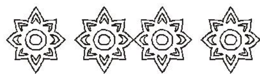
⊙......اہل خیبر کے معاملے کو علماء باہم مل کر حل کریں، جیسا کہ ہم نے بھی اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کی ہے، لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو سکے تو ان کا الگ عید منانا یا رمضان کا آغاز کرنا کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے کہ اس کو بہت زیادہ اہمیت دی جائے۔ ان کے معاملے کو ان کے علماء ہی پر چھوڑ دیا جائے۔

⊙......مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا طریقۂ کار صحیح اور اس پر تنقید بلا جواز ہے۔ اس لیے اس کے فیصلے کے مطابق عید ورمضان کا آغاز کرنا صحیح ہے، اہل خیبر بھی اگر اس کے مطابق ہی عیدین ورمضان کا اہتمام کریں تو بہتر ہے ورنہ ضروری نہیں ہے۔ سالہا سال سے وہاں ایسا ہی ہوتا آ رہا ہے، آئندہ بھی ایسا ہوتا رہے گا تو شرعاً کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

⊙...... پاک وہند کے علمائے احناف کے نزدیک بھی مطالع کا فرق و اختلاف معتبر ہے، اس لیے پاکستان میں بعض علمائے احناف اور اہل خیبر کی اس رائے میں کوئی وزن نہیں ہے کہ پورے عالمِ اسلام میں ایک ہی دن عید منائی جائے۔

⊙......جن ممالک میں موسم اکثر ابر آلود رہتا ہو، وہ ایسے ممالک کی رؤیت پر اعتماد کر سکتے ہیں جہاں رؤیت کے لیے شرعی تقاضوں کا اہتمام کیا جاتا ہو۔

وما علينا الا البلاغ المبين.



تذکرہ علمائے اہل حدیث

شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ ورعاہ ومتعنا بطول حیاتہ

ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی (دار السعادۃ منکیرہ، ضلع بھکر)

شیخ محترم، شیخ الحدیث والتفسیر والفقہ حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ اپنی بزرگی اور علم وتحقیق کے حوالے سے ایک جانی پہچانی علمی شخصیت ہیں۔

راقم الحروف کو آپ سے شرفِ تلمذ اور اجازۃ الروایہ حاصل ہے۔

آج کی نشست میں حضرت الشیخ حفظہ اللہ کا اور آپ کی علمی وتدریسی کاوشوں اور تالیفات کا تعارف کرانا مقصود ہے۔

شیخ محترم بہت سے اہل علم کے استاذ، معروف فقیہ، مشہور محدث، علامہ اور جماعت اہل حدیث پاکستان کے متفقہ مفتی ہیں۔

آپ کی کنیت ابوالنصر ہے اور آپ کے والد گرامی کا نام عیسیٰ خان بن اسماعیل خان ہے۔ آپ کے والد محترم گو عالم نہ تھے البتہ انہیں اہل علم سے دلی محبت تھی اور ان کی مجالس میں حاضری دینے کو سعادت تصور فرماتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃً، آمین۔

ولادت:

آپ لاہور کے نواح میں ''کلس'' نامی گاؤں میں ۱۳۶۰ھ موافق ۱۹۴۰ء کو متولد ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ستر برس ہے۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم ''سرہالی کلاں'' میں حاصل کی۔ اب یہ علاقے ضلع قصور کی حدود میں واقع ہیں۔ آپ نے گیارہ بارہ سال کی عمر ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔

محدث روپڑی رحمہ اللہ کی خدمت میں:

بعدازاں آپ نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور کے لیے رخت سفر باندھا۔ جہاں ان دنوں فقیہ دوراں، مجتہد العصر حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ نے ''جامع قدس اہل حدیث چوک دال گراں'' میں ''جامعہ اہل حدیث'' کے نام سے بساطِ علم پھیلائی ہوئی تھی۔ محدث روپڑی رحمہ اللہ کی خدمت میں آپ کی حاضری اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی انعام تھا۔ آپ نے حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سے خوب خوب استفادہ کیا۔

استاذ کی بھی اپنے اس شاگرد پر خصوصی عنایت اور شفقت رہی یہی وجہ ہے کہ آپ علم وعمل اور تحقیق میں محدث روپڑی رحمہ اللہ سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔ اور اپنی تحریر وگفتگو میں ان کا انتہائی ادب واحترام سے ذکر کرتے اور فرماتے ہیں کہ میری علمی تربیت میں سب سے زیادہ حصہ حضرت حافظ محدث روپڑی کا ہے۔ رحمہ اللہ

شیخ محترم نے طویل عرصے تک ''جامعہ اہل حدیث'' میں مقیم رہ کر درسِ نظامی کی تکمیل کر کے ۱۹۶۱ء موافق ۱۳۸۱ھ کو وہیں سے سند الفراغ حاصل کی۔

علاوہ ازیں بعض فنون میں مزید مہارت کے لیے آپ جامعہ محمدیہ اوکاڑا بھی تشریف لے گئے۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں:

اس کے بعد جب مہبط وحی ''مدینہ منورہ'' میں ''جامعہ اسلامیہ'' کی بنیاد رکھی گئی تو حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ کے تزکیہ اور سفارش کی بنیاد پر آپ کو وہاں کے ''کلیۃ الشریعۃ'' میں داخلہ مل گیا۔ آپ نے اس دوران جامعہ اسلامیہ کے شہرہ آفاق اور نابغۂ روزگار اصحاب علم سے بھی خوب استفادہ کیا۔ اور ۱۳۸۸ھ کو آپ نے آخری امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔

مزید تعلیم:

محترم حافظ صاحب نے پاکستان واپس آ کر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے امتحانات بھی نمایاں اور امتیازی

حیثیت سے پاس کیے۔

اساتذہ کرام ومشائخ عظام:

آپ نے پاکستان میں جن علمی شخصیات سے علمی استفادہ کیا اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے ان میں سے بعض حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

①......شیخ الحدیث العلامہ حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ۔ آپ ان کا بڑے ادب سے نام لیتے اور ان کے بلند علمی مرتبے کا شایانِ شان انداز میں ذکر کرکے ان کی خوب مدح فرماتے ہیں۔

②......شیخ العرب والعجم شیخ المشائخ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

③......شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ

④......حافظ محمد حسین امرت سری رحمہ اللہ

⑤......علامہ قادر بخش بہاول پوری رحمہ اللہ

⑥......مولانا محمد گنگن پوری رحمہ اللہ

⑦......ڈاکٹر محمد مجیب الرحمٰن بنگلہ دیشی حال مقیم امریکہ

نیز آپ نے سعودی عرب قیام کے دوران جن کبار اہل علم سے علمی فیض حاصل کیا ان میں سے بعض عالی قدر اہل علم کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

①......فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ مفتی اعظم سعودی عرب

②......محدث العصر العلامہ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ

③...... المفسر ، المحدث ، الاصولی ، الشیخ محمد الامین الشنقیطی رحمہ اللہ صاحب تفسیر اضواء البیان

④......فضیلۃ الاستاذ شیبۃ الحمد

⑤......فضیلۃ الاستاذ عبدالمحسن العباد

⑥......الشیخ حماد الانصاری

⑦......الشیخ محمد بن امان بن علی الجامی

⑧......الشیخ عبداللہ الغنیمان

⑨......الشیخ عبدالغفار حسن الرحمانی رحمہ اللہ

⑩......الدکتور تقی الدین الہلالی رحمہ اللہ

⑪......الشیخ ابوبکر الجزائری

⑫......الشیخ مولانا محمد علی لکھوی رحمہ اللہ

⑬...... الشیخ عطیہ محمد سالم رحمہ اللہ

آپ جب سعودی عرب کے دارالحکومت ''الریاض'' تشریف لے جاتے تو وہاں الشیخ المفتی محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں بھی تشریف لے جاتے اور علمی جواہر سمیٹ لاتے۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں العلامہ، المحدث ابومحمد عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ اور الشیخ حافظ فتحی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دینے کو اپنے لیے برکت اور سعادت تصور فرماتے اور ان سے بھی علمی فوائد حاصل کرتے۔

تدریسی خدمات:

مدینہ منورہ سے وطن واپسی کے بعد آپ نے اپنے گاؤں ''سرہالی کلاں'' میں تدریسی ودعوتی سرگرمیوں کا آغاز کردیا۔ بعد ازاں آپ کو آپ کی مادر علمی ''جامعہ اہل حدیث'' لاہور میں تدریس کے لیے بلا لیا گیا، جامعہ میں آپ کو تدریس کا موقعہ ملنا آپ کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا کہ آپ نے یہیں سے اپنی دینی تعلیم کی تحصیل وتکمیل کی تھی۔

اس کے بعد کچھ عرصہ آپ ''جامعہ لاہور الاسلامیہ'' المعروف مدرسہ رحمانیہ میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

اس کے بعد آپ مملکت سعودیہ عربیہ کی طرف سے پاکستان میں سب سے پہلے مبعوث ہوکر اہل حدیث کی مرکزی دانش گاہ ''الجامعۃ السلفیہ'' فیصل آباد میں تعینات ہوئے اور وہاں طویل عرصے تک مدیر التعلیم اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد دوبارہ آپ ''جامعہ لاہور الاسلامیہ'' لاہور میں شیخ الحدیث کے طور پر تعینات ہوئے اور ایک مدت سے وہاں اسی منصب پر فائز ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ افتاء کی ذمے داری بھی نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

ایک اعزاز:

شیخ محترم اللہ کے فضل سے ایک ثقہ اور متبحر صاحب علم ہیں۔ آپ

متعدد تعلیمی اداروں میں تدریسی ودعوتی خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلے ہنوز جاری ہیں۔ واللہ تعالیٰ ہوالموفق

ایک اندازے کے مطابق آپ پینتالیس سے زائد مرتبہ صحیح البخاری کی تدریس کرا چکے ہیں۔ اس دوران ہزاروں اصحاب نے آپ سے علمی استفادہ کیا اور اب وہ لوگ اندرون وبیرون ملک مختلف مساجد، مدارس، معاہد اور دیگر تعلیمی اداروں میں تعلیمی، تدریسی، تحقیقی اور تصنیفی ودعوتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

درس تکمیل صحیح البخاری:

دینی مدارس میں صحیح بخاری کی تکمیل پر خصوصی تقریبات منعقد ہوتی ہیں، اور امام بخاری کی عظمت اور صحیح بخاری کا مقام واضح کرنے کے سلسلے میں آخری حدیث پر درس دینے کے لیے کسی معروف علمی شخصیت کو مدعو کیا جاتا ہے۔ آپ کو بھی ہر سال متعدد مدارس کی طرف سے تکمیل صحیح بخاری کے موقع پر آخری حدیث کا درس دینے کے لیے دعوت دی جاتی ہے۔

آپ کا یہ درس انتہائی عالمانہ فاضلانہ ہوتا ہے۔ آپ کے اس درسِ حدیث میں شرکت اور اس کے سماع کو اہل علم وفضل بھی اپنے لیے اعزاز اور سعادت تصور کرتے ہیں۔

ایک بار آپ نے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں صحیح بخاری کی آخری حدیث پر تقریباً آٹھ گھنٹے تک مفصل درس ارشاد فرمایا تھا۔

مزید دینی خدمات:

آپ سعودی عرب قیام کے دوران کئی سال تک ادارۃ التوعیۃ الاسلامیۃ کی طرف سے حجاج کرام کی راہ نمائی کی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

نیز آپ ''وزارۃ الشئون الاسلامیۃ'' السعودیہ کی طرف سے بھی مبعوث رہ چکے ہیں۔

مفتی اعظم اہل حدیث پاکستان:

آپ علم وفضل اور فتویٰ نویسی کی بنا پر مفتی کی حیثیت سے تو معروف ہی ہیں البتہ ۱۴۲۸ھ سے کبار علمائے اہل حدیث پاکستان کے ایک بڑے اجتماع میں آپ کو ''مفتی اعظم اہل حدیث پاکستان'' منتخب کیا جا چکا ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

یاد رہے کہ ایک طویل عرصے سے یہ منصب خالی چلا آ رہا تھا۔

تعلیمی اداروں کا قیام:

شیخ محترم کی نگرانی میں ایک عرصے سے ''جامع خالد بن ولید رضی اللہ عنہ'' میں تحفیظ القرآن کا ایک ادارہ قائم ہے۔

نیز آپ نے دینی مدارس سے سند الفراغ حاصل کرنے والے نوجوان اہل علم کی خصوصی علمی تربیت کے لیے ''انصار السنہ'' کے نام سے تخصص کا ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے۔ جس میں اصحابِ فضیلت کبار اہل علم، زیر تربیت نوخیز اہل علم کی راہ نمائی اور علمی آب یاری کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ اس ادارے میں زیر تربیت اہل علم کو معقول ماہانہ وظائف سے نوازا جاتا ہے اور ان کے مطالعہ کے لیے بہت بڑی لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

جامعہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ:

اب آپ لاہور میں ''جامعہ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ'' کے نام سے ایک بہت بڑے دینی مرکز کے قیام کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق

بعض اعزازات:

آپ کو اندرون وبیرون ملک منعقد ہونے والی علمی، دعوتی اور اصلاحی کانفرنسوں میں مدعو کیا جاتا اور آپ ان میں شریک ہوتے ہیں۔

برصغیر سے باہر امریکا اور یورپ میں توحید وسنت کی نشر واشاعت کے سلسلے میں بھی آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔

آپ ''فقہائے شریعت اکیڈمی امریکہ'' کے بھی رکن رکین ہیں۔ نیز ہفت روزہ الاعتصام لاہور کی مجلس ادارت اور مجلس التحقیق الاسلامی لاہور کے بھی اہم رکن ہیں۔

کویت میں درسِ حدیث:

دین اسلام کی ترویج کے سلسلے میں کویتی حکومت کی خدمات بھی نمایاں ہیں۔

کئی سال سے کویت میں حکومت کے زیر اہتمام درسِ حدیث کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں دنیا کے معروف اصحاب علم وفضل درسِ حدیث دینے کے لیے اور اکناف واطراف عالم سے بہت سے لوگ استفادے کے لیے حاضر ہوتے اور بزرگ محدثین سے ''اجازة الروایہ'' حاصل کرتے ہیں۔

میں اس بات کے اظہار میں فرحت محسوس کرتا ہوں کہ الحمدللہ ایسے مبارک اور اہم پروگرام میں شیخ محترم حضرت حافظ صاحب کو خصوصی طور پر مدعو کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ

عام یومیہ معمولات:

شیخ محترم حضرت حافظ صاحب عمر رسیدہ اور کبیر السن ہونے کے باوجود بڑے باہمت اور چست ہیں۔ بندۂ ناچیز پر خصوصی شفقت فرماتے اور ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ آپ صبح سویرے سیر کرتے ہیں۔ بعد ازاں ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے دس بجے تک تدریسی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اس کے بعد بالعموم نماز عصر تک اور بسا اوقات اس کے بعد تک تصنیفی کام کرتے ہیں۔

لوگوں کی طرف سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات (فتاویٰ) کے لیے آپ نے جمعرات کا دن مخصوص کیا ہوا ہے۔

خطبہ جمعہ:

آپ شروع ہی سے خطبہ جمعہ اپنے گاؤں ''سرہالی کلاں'' کی مسجد میں ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ انتہائی مصروف آدمی ہیں۔ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت، حدیث وسنت کی اشاعت، امت اسلامیہ کی سربلندی اور اسلامی معاشرے کی فلاح کے کام سرانجام دینے کی تڑپ رکھتے ہیں۔

واللہ تعالٰی ھو الموّفق.

(۱)......فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ:

شیخ محترم حافظ ثناء اللہ مدنی ﷾ نے اندرون وبیرون ملک عالمی شہرت یافتہ اہل علم وفقہ اور مفتیانِ عظام سے حصولِ علم کیا ہے۔ آپ خود بھی ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار استاذِ حدیث ہیں۔ کتب دینیہ کے ذخائر پر آپ کی وسیع گہری نظر ہے۔ اس لیے آپ میں علمی وتحقیقی تعمق، فتویٰ نویسی کی صلاحیت اور اس کا ذوق اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت نیز عبقری واساطین اہل علم کی صحبت اور بزرگ اساتذہ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ آپ کے فتاویٰ میں سعودی اساتذہ کی سلفیت، شیخ ناصر الدین البانی ؒ جیسی استناد اور اسماء الرجال پر دقت نظر، شیخ محمد الامین الشنقیطی ؒ کا تفسیری ذوق، شیخ محمد اماں کی سی عقیدۂ توحید وسنت پر پختگی اور حضرت محدث روپڑی ؒ کی طرح ائمہ دین اور فقہائے امت کے اقوال وآراء پر دسترس اور فقہی وسعت موجود ہے۔

اکثر وبیشتر آپ سے فتاویٰ طلب کیے جاتے ہیں۔ اور آپ اپنے علم وتحقیق کی روشنی میں لوگوں کے استفسارات کے جوابات رقم فرماتے ہیں، آپ کے جاری کردہ فتاویٰ کتاب وسنت، صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے علاوہ دیگر فقہائے امت اور ان کے افکار پر مبنی ہوتے ہیں۔ آپ تقلیدی جمود سے ہٹ کر دلیل وحجت کے ساتھ راجح مسلک کی تائید وترجیح فرماتے ہیں۔

آپ کے یہ فتاویٰ ایک عرصے سے مختلف رسائل وجرائد مثلاً تحریک خلافت، تنظیم اہل حدیث، ماہنامہ محدث ہفت روزہ اہل حدیث ہفت روزہ الاعتصام وغیرہ میں شائع ہو رہے ہیں۔ چوں کہ رسائل وجرائد کے قارئین کا ایک محدود اور مخصوص حلقہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ رسالہ شائع ہو جانے کے بعد اس سے دوبارہ استفادہ خاصا مشکل ہوتا ہے۔

ضرورت تھی کہ آپ کے جاری شدہ ان فتاویٰ کو یک جا مرتب کر دیا جائے تا کہ ان سے استفادہ عام اور آسان ہو۔ چناں چہ محبّ مکرم محترم حافظ عبدالشکور مدنی ﷾ نے ان تمام فتاویٰ کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اور انہوں نے کئی سال کی محنت شاقہ کے بعد ان فتاویٰ کی پہلی جلد جو کہ کتاب العقائد پر مشتمل ہے مرتب کر دی۔ انہوں نے اس علمی ارمغان کو ترتیب دے کر بحیثیت ناشر اعلیٰ طباعت کی صورت میں منصۂ شہود پر پیش کیا ہے۔ باقی فتاویٰ کی ترتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ مزید تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو اس سلسلے کی تکمیل کی توفیق بخشے، آمین۔

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ/ جلد اوّل (کتاب العقائد) کا پیش لفظ مفسر قرآن حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف ﷿ نے تحریر کیا ہے جو افتاء واستفتاء کی مختصر مگر جامع تاریخ سے مرصع ہے۔ اور ملک کے معروف دانش ور، عظیم دینی سکالر، مفکر اسلام، محترم المقام محبّ مکرم ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر (فاضل مدینہ یونیورسٹی) ﷿ نے ''اجتہاد وافتاء کتاب وسنت کی روشنی میں'' کے زیر عنوان تقریباً ایک سوصفحات پر مشتمل ایک مفصل مقدمہ تحریر کیا ہے، جو اس موضوع پر ایک انتہائی مفید علمی دستاویز ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

(۲)......فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ:

اس کی دوسری جلد بھی انہی خصائص کی حامل ہے۔ طباعت کے تکمیلی مراحل میں ہے۔

(۳)......جائزۃ الاحوذی:

شیخ محترم حافظ ثناء اللہ مدنی ﷿ کی تصنیفات میں فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ کے بعد دوسری بڑی تصنیف جائزۃ الاحوذی ہے۔ ۴۸۲۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب چار جلدوں میں جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت کے تعاون سے الجامعۃ السّلفیہ بنارس بھارت سے شائع کی گئی ہے۔

یہ دراصل جامع ترمذی کی مشہورِ عالم ومقبول شرح تحفۃ الاحوذی کا جامع اختصار ہے۔ اس میں اختصار کے ساتھ ساتھ مزید بہت سے اضافے بھی کیے گئے ہیں۔ کتاب کا پورا نام جائزۃ الاحوذی فی التعلیقات علی سنن الترمذی ہے۔ اس پر فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالعزیز بن عقیل ﷿ (سابق رئیس الهيئة الدائمة بمجلس القضاء الاعلیٰ، المملكة العربية السعودية) کا گراں قدر تبصرہ فرمایا ہے جو الاعتصام جلد ۶۱، شمارہ ۱۵ میں شائع ہو چکا ہے۔

راقم: عبداللہ بن عبدالعزیز بن عقیل (سابق رئیس الهيئة الدائمة بمجلس القضاء الاعلیٰ، المملكة العربية السعودية)

(۴)......شیخ محترم نے کتاب العلل للترمذی کی شرح بھی لکھی ہے۔

(۵)......الوصائل فی شرح الشمائل:

سیرت نبوی کے مقدس عنوان پر امام ترمذی کی کتاب الشمائل ایک معروف اور متداول کتاب ہے۔ بہت سے اہل علم نے اپنے اپنے انداز پر اس کی شروح لکھی ہیں۔

شیخ محترم حافظ ثناء اللہ مدنی ﷿ نے بھی اپنے مخصوص علمی انداز میں چھ سوصفحات میں الشمائل للترمذی کی شرح کی ہے جو انتہائی مفید اور علمی ابحاث پر مشتمل ہے۔

معاصر علماء کی آراء:

حافظ ثناء اللہ مدنی ﷿ کے بارے میں مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف ﷿ رقم طراز ہیں:

ہمارے ممدوح شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی ﷿ بھی (جن کا مجموعہ فتاویٰ اس وقت زیر نظر ہے) اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی اور اسلاف کی علمی وعملی روایات کے حامل ہیں، علم وفضل میں نمایاں، زہد وتقویٰ میں ممتاز، سادگی اور تواضع کے پیکر اور اجتہاد وتفقہ کی صلاحیتوں سے بہرہ ور۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلے حضرت محدث روپڑی ﷫ سے کسب فیض کرنے کی سعادت سے نوازا۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں محدث العصر شیخ البانی، محقق دوراں شیخ ابن باز مفتی اعظم سعودی عرب اور عظیم مفسر شیخ محمد الامین الشنقیطی صاحب اضواء البیان جیسے اساطین علم اور اصحاب علم وفضل کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کا موقع دیا، جس سے ان کی علمی صلاحیتوں میں اضافہ اور تحقیق ذوق میں مزید نکھار پیدا ہوا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

[فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ، طبع اوّل، ص: ۹۱، ۹۲]

متکلم اسلام ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر ﷿ رقم طراز ہیں:

موصوف (حافظ ثناء اللہ مدنی ﷿) کی شخصیت جہاں تدریس حدیث وفقہ میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے وہاں آپ افتاء وارشاد میں بھی خصوصاً اہل حدیث حلقوں میں مرجع کی حیثیت حاصل کر چکے ہیں۔ (متعنا اللہ بطول حیاتہ) موصوف نے از اوّل تا آخر علوم متداولہ کی جملہ کتب حضرۃ العلام مجتہد العصر حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی ﷫ سے

پڑھیں۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں ان کو ایسے نابغۂ روزگار اساتذہ کرام سے کسب فیض کا موقع ملا جو کم ہی کسی سعادت مند کو میسر آتا ہے۔

دورِ حاضر میں پورے عالم اسلام میں جن لوگوں کا نام اور کام لوحِ اعزاز واکرام پر جلی حروف سے ثبت ہے وہ پانچ اساطین واعلام علم ودعوت ہیں۔

① ......حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ المتوفی ۱۹۶۴ء

② ......الشیخ محمد الامین الشنقیطی رحمہ اللہ المتوفی ۱۹۷۴ء

③ ......الشیخ الحافظ محمد گوندلوی المحدث رحمہ اللہ المتوفی ۱۹۸۵ء

④ ......الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ المتوفی ۱۹۹۹ء

⑤ ......الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ۱۹۹۹ء

ان میں سے اوّل الذکر تفقہ فی الدین اور مجتہدانہ بصیرت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ثانی الذکر تفسیر القرآن بالقرآن اور فہم علوم قرآن میں بے نظیر ملکہ رکھتے تھے۔ ثالث الذکر علمی گہرائی، زہد، تقویٰ اور کثرت تلامذہ میں یکتائے روزگار تھے۔

رابع الذکر خدمت دین، اعتدال ومروّت، فقہی استدلال اور احکامِ شریعت کے باہمی ربط میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔

اور آخر الذکر معرفت حدیث وعلومِ حدیث، تصحیح وتضعیف اور نقد رجال وعلل حدیث میں سند کی حیثیت رکھتے تھے، اور عصر حاضر میں جرح وتعدیل کے باب میں ان کا کلام قولِ فیصل ہے۔ ان سب کی مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ ہر حال میں درس وتدریس کتاب وسنت اور تعلیم وتربیت امت میں مشغول رہے۔ اور کبھی بھی اس منصب شریف سے منقطع نہیں ہوئے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی کو ان سب سے تحصیل علم کا شرف حاصل ہے۔ ایسی عظیم الشان سعادت بھی کم خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہے۔

واتقوا الله ويعلمكم الله . [القرآن]

جیسے ان سب کا پَرتَو موصوف میں نظر آتا ہے توقع کی جاسکتی ہے کہ ان کا یہ مجموعہ فتاویٰ ان جملہ خصوصیات کا آئینہ دار ہوگا، ان شاء اللہ۔

جب کہ ان کے ذاتی اوصاف اور شخصی محاسن اس پر مستزاد ہیں۔ دینی قدریں اور شرعی حدود وقیود مانع ہیں ورنہ موصوف کی شخصیت کے بارے میں کہنے اور لکھنے کو بہت کچھ ہے اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل سے نوازے، ان کے علم وعمل اور عمر میں برکت فرمائے، آمین۔

یہ چند سطور بھی نوکِ قلم پر اس لیے آ گئی ہیں کہ یہ رسم دنیا ہے اور آدابِ الفت ومحبت بھی حق اخوت ہے اور ان کی خدمات کا اعتراف کے تقاضا بھی، ورنہ ممدوح محترم تعارف کے محتاج ہیں نہ تعریف کے شائق۔ آں جناب اللہ کی توفیق سے اور اس کے فضل وکرم سے مدح وستائش سے بے نیاز اور خدمت دین کے جذبے سے مالا مال ہیں۔ درس وتدریس اور نشر واشاعت قرآن وسنت اور فتویٰ نویسی میں ان کی خدمات کا دائرہ بحمد اللہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔ ان سطور کا مقصد صرف یہ ہے کہ قارئین کرام کا شوقِ مطالعہ فزوں سے فزوں تر ہو اور ان کی دین سمجھنے اور سیکھنے کی تڑپ کے لیے مہمیز کا کام دیں۔

والله من وراء القصد۔ [فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ، ص: ۱۷۸، ۱۷۹]

فضیلۃ الشیخ ولید المنیسی مصری فرماتے ہیں:

شیخ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ پاکستان کے کبار اہل حدیث علماء میں سے ہیں۔ اہل پاکستان آپ کو ''حافظ صاحب'' کے لقب سے ذکر کرتے ہیں۔ اہل علم کے ہاں نام لیے بغیر جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے آپ ہی کی شخصیت مراد ہوتی ہے۔ گویا کہ یہ لقب آپ کے نام کی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔

الشیخ فیصل العلی (وفقہ اللہ) فرماتے ہیں:

شیخ ثناء اللہ المدنی حفظہ اللہ پاکستان میں اہل سنت کے ''امام'' ہیں۔ علم کی اشاعت اور اسلام کی دعوت وتبلیغ آپ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ ان امور کی انجام دہی میں آپ اپنی ذات کے لیے کبھی بھی کسی بھی قسم کا لالچ یا توقع نہیں رکھتے۔

''ثبت الکویت'' کے مرتب رقم طراز ہیں:

میری دنیا بھر کے بہت سے اہل علم سے ملاقاتیں ہوئیں ہیں اور مجھے

ان کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ سب سے جلیل القدر اور حدیث وسنت کے بہت بڑے عالم اور عملی طور پر عمل بالسنہ کا ازحد اہتمام کرنے والے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ میرے محدود علم کے مطابق آپ اس وقت فقہ الحدیث کے بارے میں گنے چنے اہل علم میں سے ہیں۔

عائلی زندگی:

شیخ محترم نے دو شادیاں کیں۔ پہلی اہلیہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا۔ بیٹے کا نام ''نصر اللہ'' ہے۔ اسی کی نسبت سے آپ کی کنیت ''ابوالنصر'' ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ آپ کی اس بیوی کا انتقال ہوگیا تو آپ نے دوسری شادی کی۔ ان سے اللہ نے آپ کو پانچ (بیٹوں، بیٹیوں) سے نوازا ہے۔ والحمدللہ

یہ تمام معلومات درج ذیل مقامات سے لی گئی ہیں:

① ...... فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ، صاحب فتاویٰ کا سوانحی خاکہ، ص: ۸۵۔ ۸۸، از حافظ عبدالشکور مدنی حفظہ اللہ

② ...... ثبت الکویت، ص: ۱۳۹۔۱۵۲

اجازۃ الروایہ:

محدثین کے ہاں ایک روایت چلی آرہی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو تفسیر، حدیث اور اصول کی کتب پڑھانے کے بعد انہیں ان کتابوں کے پڑھانے اور روایت کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ بسا اوقات کوئی ایسا شخص جس نے ان سے باقاعدہ تو نہیں پڑھا ہوتا تاہم وہ ان کے علم وتفقہ پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں بھی ''اجازہ'' دے دیتے ہیں۔ کسی کو کسی بزرگ محدث کی طرف سے ''اجازہ'' کا مل جانا ایک بڑا اعزاز تصور کیا جاتا ہے۔

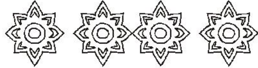
اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبار علماء اور محدثین اس سلسلے کو باقاعدہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چناں چہ بڑے بڑے محدثین کی اسانید مستقل کتابوں کی صورت میں موجود، محفوظ اور اہل علم کے ہاں متداول ہیں۔

شیخ مکرم حضرت حافظ ثناء اللہ المدنی حفظہ اللہ نے بھی جن عالی قدر اساتذہ ومحدثین سے استفادہ کیا اور ''اجازۃ الروایہ'' حاصل کی۔ آپ نے اپنے جملہ اساتذہ کی پوری اسانید کو محفوظ کیا۔

آپ کی جملہ اسانید اور ''اجازات'' کو ملک کے معروف قاری محبّ مکرم مولانا حافظ محمد ابراہیم میر محمدی المدنی حفظہ اللہ نے مرتب کردیا ہے۔ شیخ محترم کی اس اجازۃ الروایہ کو ''تذکرۃ الجہابذۃ الدرری فی سند ثناء اللہ المدنی'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ یہ کل ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ٹائٹل کے آخری صفحہ پر شیخ محترم کے مختصر احوالِ زندگی بھی لکھے گئے ہیں۔

کوئی بھی صاحب علم شیخ محترم کی خدمت میں ''اجازۃ الروایہ'' حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتا ہے تو آپ اس کی تکریم اور مہمان نوازی کرنے کے ساتھ ساتھ کمال مہربانی سے اسے ''اجازہ'' عنایت فرماتے ہیں۔

دلی دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت میرے شیخ کو صحت وسلامتی والی طویل عمر عطا فرمائے، اور آپ کی علمی مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔



جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا اعزاز

تمام جماعتی احباب کو یہ جان کر دلی مسرت ہوگی کہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے طالب علم ارسلان عبدالشکور نے آل پاکستان مقابلہ حفظ القرآن میں اوّل انعام مبلغ پچاس ہزار روپے اور سند حاصل کی۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد نے چوتھی مرتبہ یہ اعزاز حاصل کیا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ مقابلے کے مہمان خصوصی علامہ پروفیسر ساجد میر، ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کے علاوہ ممتحن قراء حضرات نے اس موقع پر طالب علم کو مبارک باد پیش کی۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ ہم جامعہ سلفیہ کے تعلیمی معیار کو مزید بہتر بنائیں گے، اور اس اعزاز کو برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ

[ناظم شعبہ نشر واشاعت جامعہ سلفیہ فیصل آباد]

دینی ادارے

دارالسلام کا مثالی کام

عبدالمالک مجاہد

شیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ نے کم وبیش بارہ سال پیشتر دارالسلام کے صدر دفتر کا دورہ کیا تھا۔ اس وقت سے ہم اللہ کے فضل وکرم سے بتدریج ترقی کی منازل کی طرف گامزن ہیں۔ اُس وقت دارالسلام کے رفقائے کار کی تعداد 50 افراد کے لگ بھگ ہوگی جو آج بڑھتے بڑھتے 250 سے تجاوز کرچکی ہے۔ دارالسلام نے آل شیخ کی سرپرستی میں کتبِ ستہ کو ایک ہی جلد میں شائع کیا۔ یہ نہایت عظیم الشان اور بہت اہم کام تھا۔ 2772 صفحات پر مشتمل یہ عظیم کتاب نہایت ہی خوبصورت اسلوب میں اٹلی سے چھپوائی گئی۔ یہ بلا شک وشبہ دنیا کا سب سے زیادہ صحیح نسخہ ہے۔ متن پر مکمل اعراب دیے گئے ہیں اور اسے متعدد نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ اس کے بعد دارالسلام نے ایک اور قدم اٹھایا، ان کتب کا انگریزی میں شگفتہ ترجمہ کرایا جو 38 جلدوں میں بیروت سے شائع ہوا ہے۔

دارالسلام کے دیگر قابل قدر منصوبوں میں مسند امام احمد بن حنبل کا انگریزی میں ترجمہ بھی شامل تھا۔ اس کتاب میں 27000 سے زیادہ احادیث ہیں۔ مارچ 2010ء میں میری وزیر موصوف سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس منصوبے کا نقشہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔ فرمایا: بلاشبہ یہ علمی دنیا میں بڑا قابل قدر اضافہ ہوگا، تاہم انھوں نے فرمایا کہ دارالسلام اس کام سے پہلے ثلاثیات امام احمد بن حنبل شائع کرے۔ سچی بات ہے، یہ کام میرے لیے نیا تھا۔ شاید وہ میرے من کی بات بھانپ گئے۔ فرمانے لگے کہ ثلاثیات سے مراد مسند احمد کی وہ احادیث ہیں جن میں اللہ کے رسول ﷺ اور امام احمد بن حنبل کے درمیان صرف تین راوی ہیں۔ راوی جتنے کم ہونگے اتنی ہی اس حدیث کی حیثیت افضل گردانی جائے گی۔ ان احادیث کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ دارالسلام پہلے یہ کتاب شائع کردے، پھر بڑے منصوبے کا آغاز کرے۔ میں نے عرض کیا: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ دارالسلام کے صدر دفتر کا ایک مرتبہ پھر دورہ کریں۔ آپ کی تشریف آوری سے ساتھیوں کو بڑا حوصلہ ملے گا اور ہمارے ارادوں میں نئی جان پڑ جائے گی۔ فرمانے لگے: کیوں نہیں، میں ضرور آپ حضرات کے پاس آؤں گا۔ میں بذاتِ خود اس علمی مرکز کو دیکھنے کا آرزومند ہوں۔

مگر آپ کا دورہ کب ممکن ہوگا؟ میں نے پوچھا۔ فرمانے لگے: بے حد مصروفیات ہیں۔ اس لیے میں صرف جمعہ کے دن ہی آسکتا ہوں، پھر مسکرا کر کہنے لگے: آپ حضرات کے لیے اس دن میرا استقبال کرنا زیادہ مشکل تو نہ ہوگا؟ میں نے کہا: وزیر مکرم! دارالسلام کے کارکن آپ کو اپنے درمیان پا کر فخر محسوس کریں گے۔ آپ کی تشریف آوری ہمارے لیے باعث شرف ہوگی مگر بہتر ہے کہ ہم پہلے ثلاثیات شائع کرلیں۔

حسبِ عادت میں نے اگلے روز ثلاثیات پر کام شروع کرادیا۔ انٹرنیٹ کی بدولت اب کسی کتاب کی تلاش کوئی مشکل کام نہیں۔ ادارے کے رفقاء نے اس کتاب کا متن تلاش کیا، پھر اس کی تصحیح پر کام کیا گیا۔ میری خواہش تھی کہ اس کتاب کو نہایت دلکش اور خوبصورت پیرائے میں چار رنگوں میں شائع کیا جائے۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث ہیں۔ یہ وہ سچے انمول موتی ہیں جن کی جتنی بھی تکریم کی جائے کم ہے، چنانچہ ادارہ کے سینئر آرٹسٹ جناب ذوالفقار محمود نے اس کی نہایت خوبصورت ڈیزائننگ شروع کردی۔ اس کتاب کا دلنشین ترجمہ کینیڈا میں محترم ناصر خطاب اور ان کی اہلیہ محترمہ ہُدیٰ خطاب نے کیا۔ میں نے

اس کتاب میں روایتی عرض ناشر سے ہٹ کر ایک نوٹ لکھا کہ یہ ترجمہ ایک کہانی ہے۔Translation is a Story میں نے پوری تفصیل سے لکھا کہ کن کن مراحل سے گزر کر یہ کتاب موجودہ شکل میں نمودار ہوئی۔ میں اعتکاف میں تھا کہ میرے بیٹے عبدالغفار نے مجھے اس کتاب کا طبع شدہ نسخہ لا کر دیا۔ بلاشبہ یہ نہایت خوبصورت کام ہوا۔ میں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شکرانے کے نوافل پڑھے۔

عید الفطر کے روز معالی الشیخ صالح بن عبد العزیز آل الشیخ کے دولت کدے پر ملاقات ہوئی۔ میں نے جہاں انہیں عید کی مبارک باد پیش کی وہیں ثلاثیات کا مطبوعہ نسخہ بھی پیش کیا۔ اس کتاب کا مقدمہ انھی کا لکھا ہوا تھا۔ موصوف کتاب کا نسخہ دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ میں نے انھیں ان کا پرانا وعدہ یاد دلایا تو فرمانے لگے: اب دارالسلام میں حاضری کا بڑا اچھا موقع ہے۔ معاً انھوں نے اپنے دفتر کے ایک ساتھی فہد المعمر کو بُلوایا اور فرمایا: اگلے جمعہ کو دار السلام کا دورہ کرنا ہے۔ تم عبدالمالک صاحب سے پروگرام طے کرلو۔

میں نے استاذ فہد سے کہا: ہمارے پاس ایک ہفتہ ہے۔ کیا آپ مجھے وثوق سے بتائیں گے کہ وزیر محترم واقعی اسی جمعہ کو تشریف لے آئیں گے؟

کہنے لگے: آپ مجھے جمعرات کو فون کرلیں، میں آپ کو پوچھ کر بتادوں گا کہ وہ واقعی اس جمعہ کو تشریف لا سکتے ہیں یا نہیں۔

عیدالفطر کی وجہ سے دفاتر بند تھے۔ عید کے دن یا اگلے روز میں ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کی دعوت پر مدینہ منورہ چلا گیا۔ ہمارے پاس صرف تین دن تھے اور سچ مچ ہمیں یقین نہ تھا کہ ہمارے معزز مہمان واقعی تشریف لائیں گے۔

جمعرات کے روز ظہر کی نماز کے بعد استاذ فہد المعمر کا فون آ گیا کہ ہم کل جمعہ کی نماز کے فوراً بعد آپ کے پاس پہنچیں گے۔ ادارے میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ہم نے معزز مہمان کے استقبال کا بندوبست شروع کردیا۔ سٹاف کے ہر فرد نے گہری دلچسپی لی۔ عزیزان من عکاشہ اور عبدالغفار نے فوراً معزز مہمان کے لیے پروجیکٹر کے ذریعہ پیش کرنے کا بندوبست کیا۔ خیر مقدمی بینر لگائے گئے۔ جمعہ کے دن گیارہ بجے تمام استقبالی انتظامات کو حتمی شکل دے دی گئی۔

معزز مہمان ٹھیک ایک بج کر دس منٹ پر صدر دروازے پر آ پہنچے۔ شیخ محمد بن عبداللہ المعتاز نے ان کو گلے لگالیا۔ عید کی مبارک باد پیش کی پھر میری باری تھی۔ پھر محمد عارف بھٹی صاحب نے اور پھر عزیزان عکاشہ اور عبدالغفار نے معزز مہمان کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ عزیزی محمد مجاہد نے معزز مہمان کو گلدستہ پیش کیا۔ مہمان خصوصی کے ساتھ ان کا صاحبزادہ عبدالعزیز آل الشیخ بھی تھا۔ دفتر میں تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے مسند امام احمد دیکھیں گے۔ ہم نے 2100 احادیث ترجمہ کر کے تیار رکھی ہوئی تھیں۔

شیخ صالح آل شیخ محض وزیر ہی نہیں بلکہ حدیث کے بہت بڑے عالم بھی ہیں۔ اگر میں انھیں علامہ کہوں تو غلط نہ ہوگا۔ ان کی علمی ثقاہت معروف و مسلم ہے۔ انھوں نے نہایت باریک بینی سے اس منصوبے کی جزئیات کا جائزہ لیا اور بعض علمی اور فنی امور پر ہمیں اپنی ماہرانہ رائے سے مستفید فرمایا۔ انہوں نے کمال شفقت سے اس پروجیکٹ کی سرپرستی کا وعدہ کرلیا اور ہمارے مرکز علمی کے مسئول قاری محمد اقبال عبدالعزیز کو بعض ضروری ہدایات دیں۔

بعدازاں انہوں نے دارالسلام کی ویب سائٹ کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد شیخ محمد اور میں نے انھیں دارالسلام کے کام کے بارے میں مکمل بریفنگ دی۔ انھیں بتایا گیا کہ دارالسلام 18 زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کررہا ہے۔ اس سال کے آخر تک ان شاء اللہ 28 زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ دنیا کے 32 ممالک میں دارالسلام کا نیٹ ورک موجود ہے۔ حجاج اور معتمرین کے ذریعے دنیا بھر میں اسلامی لٹریچر عام کیا جارہا ہے۔ لوگ اسلام کے بارے میں حقائق جاننے کے لیے بے تاب ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ انھیں کتاب وسنت پر مبنی مستند لٹریچر مہیا کیا جائے۔ دنیا بھر کے لوگ اس سلسلے میں دارالسلام سے رابطے میں رہتے ہیں۔

دارالسلام نے اسلامی کتابوں کی طباعت اور ریسرچ میں ایک نیا باب رقم کیا ہے۔لوگ اس کے تحقیقی اور علمی معیار کی وجہ سے اس پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں ۔ پروجیکٹر کی مدد سے بریفنگ کے دوران انھوں نے متعدد سوالات کے ذریعے وضاحت چاہی اور اپنی ہدایات سے نوازا۔ ان کا کہنا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اسلامی کتابیں نہایت اعلیٰ معیار پر خوب صورت ڈیزائننگ کے ساتھ چار رنگوں میں شائع کی جائیں۔ مستقبل کے منصوبوں کے سلسلہ میں انھیں بتایا گیا کہ دارالسلام مسند امام احمد کا ترجمہ انگریزی زبان میں 18 جلدوں میں شائع کرنے کے منصوبے پر کام کا آغاز کر چکا ہے۔انھیں ترجمہ شدہ حصے دکھائے گئے، انھوں نے اس منصوبے کو سراہا اور اس کی سرپرستی اور نگرانی بذات خود کرنے کا اعلان کیا۔

مہمان گرامی نے دارالسلام کے تمام شعبوں کا تفصیلی معاینہ کیا اور ادارے کے موجودہ اور مستقبل کے بہت سے منصوبوں کا جائزہ لیا۔اس موقع پر ان کی خدمت میں چینی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کا مسودہ پیش کیا گیا جو عنقریب شائع ہو کر منظرِ عام پر جلوہ گر ہونے والا ہے۔ انہوں نے اس امر پر بڑے اطمینان کا اظہار کیا کہ دارالسلام سلفی منہج کے مطابق کتاب وسنت کی خدمت کا فریضہ انتھک طور پر مسلسل انجام دے رہا ہے۔انھوں نے حدیث کی بڑی کتاب مسند احمد کی عربی اور انگریزی زبان میں تیاری کے کام کو سراہا اور اسے نہایت شاندار اور فیض رساں منصوبہ قرار دیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے کارکنان دارالسلام کو چند ضروری ہدایات بھی دیں ۔ وزیر موصوف نے شعبہ تحقیق وترجمہ کے کام کی خاص طور پر تعریف کی۔انھوں نے پریس کے نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا:

''سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مکتبہ دارالسلام نہایت اہم دینی اور علمی ادارہ ہے،اس کی مطبوعات نہایت مستند اور رفیع الشان ہیں، اس کی علمی کاوشیں بڑی قابل قدر ہیں۔ یہ عظیم ادارہ دنیا کی مختلف زبانوں میں صحیح اسلامی منہج کے مطابق جس طرح دین حنیف کی تعلیمات عام کر رہا ہے وہ وقت کی نہایت اہم ضرورت کا کافی وشافی جواب ہے۔ میں اِس ادارے کے اہم کام کا جائزہ لینے کے لیے آج دوسری بار یہاں آیا ہوں۔ہم دیکھتے ہیں کہ کتب اسلامیہ کے تراجم کا اکثر کام اسی مکتبہ کے ذریعے مارکیٹ میں آیا ہے۔دنیا کی کئی زبانوں میں تفسیر ابن کثیر، شیخ عبد الرحمٰن سعدی کی تفسیر، اور کئی دیگر تفاسیر بھی یہیں سے شائع کی گئی ہیں۔ اسی طرح حدیث کی چھ کتابوں اور سیرت، حدیث، آداب اور اخلاق کی بہت سی کتب کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے یہیں سے شائع کیا گیا ہے۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ مکتبہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی دینی اور علمی ضروریات پوری کرنے کے لیے دنیا کی مختلف زبانوں میں نہایت خوبصورت کتابیں فراہم کر رہا ہے۔ یہ ادارہ عربی، انگریزی، فرانسیسی، اردو اور دیگر بہت سی زبانوں میں اعلیٰ دینی اور علمی کتابیں شائع کر چکا ہے، ان شاء اللہ یہ ادارہ مستقبل قریب میں چینی زبان میں بھی اہم دینی کتابیں منظر عام پر لانے کا پروگرام رکھتا ہے۔

انہوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

اس میں شک نہیں کہ آج کے دور میں دنیا کے مختلف ممالک کے لوگ ایک دوسرے سے قریبی رابطے میں ہیں۔مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد امریکہ، یورپ اور مشرقی ایشیا وغیرہ کے ممالک میں رہائش پذیر ہے جنھیں دنیا کی مختلف زبانوں میں بنیادی دینی کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ہم مکتبہ دارالسلام کے مشن کی اسی لیے مکمل تائید کرتے ہیں کہ وہ اس عظیم دعوتی کام کو دنیا بھر کے مسلمانوں تک پہنچانے میں سرگرم عمل ہے۔ میں نے اس ادارے کے تمام شعبے دیکھے ہیں۔ یہ مختلف علمی اور تحقیقی نوعیت کے بڑے منظّم شعبے ہیں۔ میں مکتبہ کے شعبہ تحقیق کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گا۔ یہ بڑا جامع ونافع شعبہ ہے۔اس میں قرآن کریم کے اعجاز کی تشریحات ہو رہی ہیں۔بچوں کو اسلامی آداب سکھانے والی کتابیں چھپ رہی ہیں۔ چھوٹے بچوں کو انگریزی زبان میں تعلیم دینے والی نہایت پرکشش کتابیں مرتب ہو چکی ہیں،ان کی اشاعت کے سلسلے میں جن منصوبوں پر کام ہو رہا ہے؛ وہ آج کے دور میں انتہائی اہمیت

کے حامل ہیں، اس لیے کہ اسلام کی تعلیماتِ رحمت عام کرنے کے لیے ان کی مدارس میں بھی ضرورت ہے اور دعوت اسلامی کے میدان میں بھی یہ کتابیں زبردست اہمیت رکھتی ہیں۔

میں نے دارالسلام کی کئی برقی مصنوعات کا بھی مشاہدہ کیا ہے۔ اس شعبہ میں بطور خاص قرآن کریم کی تلاوت اور تفسیر پر مشتمل متن ومفاہیم بہت اہم ہیں۔ دارالسلام کی تمام مطبوعات دین حنیف کی دعوت وتبلیغ کے لیے نہایت مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ ہم لوگ امور اسلامی، اوقاف اور دعوت وارشاد کی وزارت میں اس مکتبہ کی شاندار تصنیفات سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

دارالسلام کی ویب سائٹ کے لیے جو ویڈیو فوٹیج بنوائی گئی اس میں مہمان گرامی نے فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

''آج جمعۃ المبارک 8 شوال 1431 ہجری کو مجھے اسلامی کتب کی اشاعت کے بین الاقوامی ادارے دار السلام للنشر والتوزیع کا دورہ کر کے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ اس موقع پر میں نے دارالسلام میں تیار ہونے والی اور شائع ہونے والی کتابوں، مثلاً: حدیث کی چھ کتب، قرآن کریم کی مستند تفاسیر اور مستقبل کے بہت سے منصوبوں کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ میں نے وہ کتابیں بھی دیکھیں جو عمومی طور پر مسلم مردوں، خواتین اور بچوں کے لیے شائع کی گئی ہیں۔ کتابوں کے علاوہ میں نے اس ادارہ کی مختلف برقی آلات پر مشتمل مصنوعات کا بھی مشاہدہ کیا۔ یہ تمام مصنوعات دل کو خوش کر دینے والی ہیں۔ یقیناً یہ بڑے کام ہیں۔ ان منصوبوں پر محنت کرنے پر مکتبہ کے منتظمین ہماری طرف سے شکر وسپاس، قدر ومنزلت اور تعریف کے مستحق ہیں کیونکہ یہ تمام منصوبے اسلامی دعوت اور سلفی عقائد واصول کی ترویج واشاعت کے لیے بے حد مفید ومعاون ثابت ہو رہے ہیں۔

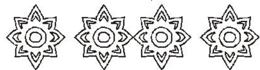
ہم اللہ تعالی سے دارالسلام کے محترم منتظمین اور رفقائے کار کے لیے توفیق، رشد وہدایت اور راستی کی دعا کرتے ہیں۔ اور ان پر زور دیتے ہیں کہ وہ اس میدان میں مزید محنت کریں اور ان مطبوعات ومصنوعات کو پوری دنیا میں پھیلانے کی کوشش کریں، کیونکہ یہ تمام کتب ومطبوعات بے حد مفید، کثرت سے پڑھی جانے والی، دل کو خوش کرنے اور اسلام کی تعلیماتِ رحمت عام کرنے والی ہیں۔ وللہ الحمد، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد .

وزیر موصوف نے روانگی سے قبل مہمانوں کی کتاب میں درج ذیل تاثرات تحریر فرمائے:

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ وصحبہ، وبعد!

آج 8 شوال 1431 بروز جمعۃ المبارک میں نے دار السلام کے مرکزی دفتر کا دورہ کیا۔ یہ مکتبہ اسلامی کتب کی تحقیق اور تراجم کے کام میں ماشاء اللہ ایک بلند مقام حاصل کر چکا ہے۔ اس کی منشورات ومطبوعات تمام مسلمانوں کے نزدیک بے حد اہمیت کی حامل ہیں؛ اس لیے کہ اس ادارہ نے بطور خاص اللہ تعالی کی کتاب کی تفاسیر، اور حدیث وسنت کی کتابوں کی تیاری پر بھرپور توجہ دی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ دارالسلام نے مسلم مردوں، خواتین اور بچوں کے لیے بہت اہم کتابیں شائع کی ہیں جن کے ذریعے وہ لوگوں کی تربیت اصلی سلفی منہج کے مطابق کرنے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ میں اس کے منتظمین اور رفقائے کار کے لیے اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ انہیں مزید توفیق عمل عطا فرمائے تاکہ سلفی دعوت اور اس کے حاملین کی شان بلند ہو جائے۔ والحمد للہ رب العالمین . ''

مہمان گرامی ادارے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تشریف فرما رہے اور نہایت مسرت کے جذبات سے معمور ومتاثر ہو کر واپس تشریف لے گئے۔ دارالسلام کی طرف سے معزز مہمان کی خدمت میں یادگاری شیلڈ پیش کی گئی اور انھیں نہایت احترام سے رخصت کیا گیا۔



مشاہیر نامہ

مکتوب

مولانا عبدالقادر حبیب اللہ سندھی
بنام مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الی سماحة الوالد العلامة شيخنا الشيخ عبدالغفار حسن وفقه الله تعالٰی بکل خير آمين .

السلام عليكم رحمة الله وبركاته!

ا۔امید ہے کہ آپ اور تمام مشائخ خیر وعافیت سے ہوں گے۔ میں مکہ مکرمہ سے واپس آیا ہوں اور حافظ فتحی محمد صاحب کو آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا کہ وہ ان علماء سے ملے جن کو استفتاء دیا گیا ہے اور انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ اور میں خود بھی فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن حمید سے ملا ہوں کہ وہ جواب تحریر کر کے فضیلۃ الشیخ عبدالرحیم اشرف کو جلد از جلد ارسال کریں اور انہوں نے وعدہ فرمایا تھا۔

۲۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے ابن ابی شیبۃ کی مراجعت کی ہے اور محترم الاخ الشیخ وصی اللہ صاحب کو بھی رقعہ لکھ کر دیا تھا انہوں نے بھی تلاش کی تھی اور عبارت بمع سند مل گئی ہے جو حاضر خدمت ہے اور اس کی اسناد صحیح نہیں ہے میں نے اپنی معمولی تحقیق بھی خدمت میں عرض کر دی ہے تا کہ آپ کو مزید مراجعت کرنے میں سہولت مل جائے اور جلد جوابی تحقیق مزید روشنی میں تحریر فرما کر ارسال فرمائیں تا کہ وہ شائع ہو جائے۔

اور برادرم الشیخ وصی اللہ صاحب کا رقعہ بھی ارسال خدمت ہے۔

(نوٹ:) افسوس ہے کہ وہ اس وقت نہیں ملتا بہت تلاش کی ہے وہ کسی کتاب میں آ گیا ہے اس میں صرف حدیث مع الاسناد لکھی ہے اور صفحہ اور جلد وہ آپ کے خدمت میں حاضر کر دیا گیا ہے۔

انظر السيوطی ٢٠٤/ ٥ الدر المنثور

قال الامام ابن ابی شيبة فی المصنف من ١٠٢/ ٢ من القسم الاوّل . "باب" من كره ان يقول: لا نبی بعد النبیﷺ]

حسين بن محمد قال: حدثنا جرير بن حازم ، عن محمد ، عن عائشه ، قالت: قولوا: خاتم النبيين ، ولا تقولوا لا نبی بعده ، ثم قال ......

ابو اسامة عن مجالد ، قال: اخبرنا عامر ، قال: قال رجل عند المغيرة بن شعبة: صلی الله علی محمد خاتم الانبياء لا نبی بعده ، قال المغيرة حسبك ، اذا قلت خاتم الانبياء ، فإنا كن فتحدث ، ان عيسی خارج ، فإن خرج فقد كان قبله وبعده . ٢٠٤/ ٥ الدر المنثور .

اسناد الحديث الاوّل۔ منقطع۔ والثانی ضعيف .

قلت: رجال اسناد الاوّل كلهم ثقات الا أنه محمد بن سيرين لم يسمع من عائشه شيئا۔ قال الامام ابن ابی حاتم فی المراسيل ١١٦ سمعت ابی يقول ابن سيرين لم يسمع من عائشة شيئا ، وقال العلامة الامام صلاح الدين كيكلدی فی جامع التحصيل فی احكام المراسيل ص ٦٢٥/ ٢ وقال البخاری لم يسمع ابن سيرين من عائشة شيئا . ونقل عنه الحافظ فی التهذيب ٢١٦/ ٩ نقلاً عن ابن ابی حاتم .

والـرواية الثـانية: وان كـانـت هـى مفسرة ومعناها صحيح الا أن اسنادها لا يحتج بها لأن فيها مجالد بن سعيد الهمدانى ابو عمرو الكوفى، قال الحافظ ليس باالقوى انه تغير فى آخر عمره من صغار السادسة، مات ١٤٤/ م عم ومسـلـم لـم يخرج له فى الاصول كما قال الحافظ فى التهذيب: حديثه عند مسلم مقرون، وقال الحافظ يـزيـد بـن ابـى زيـاد ارجـح مـنـه، ومـجالد لا يعتبر به والقول الوسط فيه هو ان روايته لا تحتج بها فى حالة الانـفراد، وليس لأحد ان يقوى امر هاتين الروايتين لا من قريب ولا من بعيد الا فى حالة واحدة ـ لوصح ان يـقال ـ وهى ان تحمل رواية مجالد على رواية عائشة رضى الله تعالٰى عنها لو وجدت فى رواية عائشة رضى الـلـه تعالٰى عنها بعض تلك الالفاظ التى تنص على قضية خروج عيسى عليه الصلاة والسلام واما حملها فى حالة الانقطاع هذه على ما حمل عليه الخصم فهذا ظلم وعدوان على الشريعة الاسلامية وكيف لا:

وقد صح عن المصطفٰى صلى الله عليه وسلم تلك اللفظه ـ التى ينكرها العدد ـ مستندا من حديث عائشة هذه والتى لم يصح اسنادها بحال من الاحوال ـ

قـال صـلـى الله عليه وسلم فى حديث اورده السيوطى فى الدر المنثور ٢٠٤/ ٥ ونسب اخراجه الى احمد عـن حـذيـفة رضـى الـلـه تـعـالٰـى عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: فى امتى كذابون ودجالون سبعة وعشـرون مـنهـم اربـع نسوة، وانى خاتم النبيين لا نبى بعدى، اخرجه احمد فى المسند ٢٩٦/ ٥ وفى اسناده ضعف الا انه يستشهد به.

واورد السيـوطـى فـى الـدر المنثور حديثا نحوه عن ثوبان رضى الله تعالٰى عنه قال قال رسول الله ﷺ انه سيكون فى امتى كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبى وانا خاتم النبيين لا نبى بعدى

ونسـب السيـوطى هذه الرواية الى ابن مردويه وارجوا ان تكونه صحيحة بهذا السياق فانه لم تصح فارجو ان تـكـونـه شـاهـدـة لـحـديث حذيفة رضى الله تعالٰى عنه وانه لم تصح فقد كفانا ما اخرج البخارى وغيره واصـحـاب الكتب الستة هذا المعنى مفرقا فى حديث طويل اى حديث الشفاعة دفيه فيقول [انا محمد صلى الـلـه عـلـيـه وسـلـم خـاتم النبيين قد حضر اليوم] والحديث اخرجه البخارى المناقب (١٨) تفسير سورة (١٧) ومسـلـم الايمان حديث رقم (٣٢٧) وابوداؤد الفتن (١) الترمذى القيامة (١٠) الدارمى المقدمة (٨) والامام احمد فى المسند ٢٢٦/ ١، ٢٩٨/ ٢، ٤٣٦/ ٢، ١٢٧/ ٤، ١٢٨/ ٤، ٢٧٨/ ٥.

وامـا لـفظه لا نبى بعدى، فانظر البخارى الانبياء (٥٠) الادب (١٠٩) ومسلما الامرة (٤٤)، فضائل الصحابة (٢٠) (٢١) ابـى داؤد الـفتـن (١) الترمذى الفتن (٤٢)، المناقب (١٠)، ابن ماجه المقدمة (١١) الجنائز (١٧) الفتن (٢٢) واحمد فى المسند ١٧٢/ ٢، ٢١٢/ ٢، ٢٩٧/ ٢، ٣٤/ ٣، ٢٦٧، / ٣، ٥٧٨/ ٥ انظر الترمذى المناقب (٢٠) واحمد فى المسند ١٧٧/ ١، ١٧٩/ ١، ١٨٢/ ١، ١٨٤/ ١ـ

واما مجيء ثلاثين كذابا فانظر البخارى المناقب (٢٥) الفتن (٢٥) مسلما الفتن (٨٤) والترمذى الفتن (٤٢) والامام احمد فى المسند ٤٣٧/ ٢، ٢١٣/ ٢، ٢٤٩/ ٢، الملاحم (١٦).

نقطۂ نظر

تقابل ادیان کے نصاب میں قادیانیت کو شامل کیا جائے

عطا محمد جنجوعہ

جمہوری ملک میں پارلیمنٹ قانون سازی کرتی ہے۔ انتظامیہ اس قانون کو نافذ کرتی ہے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس قرارداد کی وضاحت کر دی کہ قادیانیت اسلام کا فرقہ نہیں بلکہ اس کا اسلام سے جداگانہ مذہبی تصور ہے، اور دونوں مذاہب کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

پارلیمنٹ کے فیصلہ کو پینتیس سال سے زائد عرصہ بیت گیا مگر حکومت نے تعلیمی نصاب میں قادیانیوں کو جداگانہ مذہب کی حیثیت سے پیش نہیں کیا۔

ایم اے اسلامیات کا ایک پرچہ تقابل ادیان ہے جس میں ہندومت، بدھ مت، زرتشت، یہودیت اور عیسائیت کے مذاہب کا تعارف، عقائد اور اسلام سے موازانہ پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ اس کے آخری باب میں اسلام کی عظمت وحقانیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لیکن تقابل ادیان کے مطالعہ میں ''قادیانیت'' کو شامل نصاب نہیں کیا گیا کسی نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔

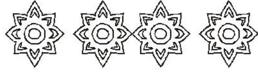
محکمہ تعلیم سے التماس ہے کہ پارلیمنٹ کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے ''قادیانیت'' کو ایم اے اسلامیات کے پرچہ تقابل ادیان کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

جس طرح دیگر مذاہب کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا اسی طرح قادیانی مذہب کے بانی کا شخصی خاکہ، ہندوستان کی سیاسی صورتِ حال اور مرزا قادیانی کا انگلش حکومت کی اطاعت اور جہاد کے حرام ہونے پر اظہار خیال مزید برآں عقیدہ ختم نبوت اور حیاتِ مسیح کا انکار اور اسلام کے موقف کا موازنہ، پر مشتمل قادیانی تعارف کے باب کا اضافہ کیا جائے۔ تاکہ پاکستان کی نئی نسل قادیانی عقائد سے بخوبی آگاہ ہو سکے۔

دوسری طرف قادیانی امت کی نئی نسل جس نے بچپن سے جوانی تک قادیانی ماحول میں پرورش پائی اور تعلیم حاصل کی اگر وہ تقابل ادیان کا مطالعہ کرنا چاہیں تو اسلام اور قادیانیت کا موازنہ پڑھ کر حق سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں۔

مزید برآں میٹرک کی اسلامیات لازمی میں عقیدہ ختم نبوت اور حیاتِ مسیح علیہ السلام پر مختصر مگر جامع مدلل انداز میں مواد شامل نصاب کیا جائے، تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل شادی یا ویزا کے لالچ میں آ کر مذہبی حمیت کا سودا نہ کرے۔

تقابل ادیان میں قادیانیت کو شامل نصاب کرنے کا مطالبہ کسی مذہب کی دل آزاری نہیں بلکہ پارلیمنٹ کی پاس شدہ قرارداد کی روشنی میں حقیقت پر مبنی ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد حکومت کی اہم شخصیات سے مذاکرات کرے اگر مناسب پیش رفت نہ ہو تو عدالت عالیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے۔



مولانا محمد عبداللہ (ہری پور) کا انتقال

جامعہ سلفیہ اسلام آباد سے جناب کلیم حسین شاہ صاحب نے مطلع کیا ہے کہ ہری پور ہزارہ کے معروف عالم دین مولانا محمد عبداللہ صاحب ۲۰ ستمبر ۲۰۱۰ء بروز پیر وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ہزارہ ڈویژن کے متحرک عالم دین تھے۔ اپنے علاقے میں کئی مدارس دینیہ اور مساجد تعمیر کروائیں۔ مسلک اہل حدیث کی تبلیغ اور فروغ قرآن وسنت کے لیے ان کی خدمات تا دیر یاد رکھی جائیں گی۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بیٹے مولانا عبدالوحید نے پڑھائی۔ کثیر احباب شریک جنازہ ہوئے۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

[محمد سلیم چنیوٹی]

سیلاب سے جام پور کی تباہی اور احباب کی ذمہ داری

فوری تعاون کی اپیل

جام پور شہر حالیہ شدید اور ہولناک سیلاب سے بری طرح متاثر ہوا ہے۔ مؤرخہ ۴ راگست کو دریائے سندھ کا بڑا اور خوفناک سیلابی ریلا تمام حفاظتی حصار توڑتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور چند گھنٹوں میں شہر کا ۷۵ فیصد حصہ تباہ ہوگیا۔ لوگ اپنی اور اپنے اہل خانہ کی جانیں بچانے کے لیے فوری طور پر شہر خالی کرنے پر مجبور ہوئے۔ اُن کے مکانات، دکانیں اور زندگی کے تمام اثاثے ڈوب گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

متاثرین سیلاب کی مدد: مرکزی جمعیۃ اہل حدیث جام پور نے سیلاب آتے ہی ریلیف کا کام شروع کر دیا۔ سینکڑوں لوگوں نے مرکز اہل حدیث میں پناہ لی۔ جن کے کھانے پینے اور طبی سہولیات کا انتظام کیا گیا۔ لوگوں کو کھانا، راشن اور نقدی کے ذریعے مدد کی گئی اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ جام پور میں یہ واحد جماعت ہے جس کی طرف سے متاثرین سیلاب کی مدد کی جارہی ہے۔

فوری تعاون کی ضرورت:

موسم سرما شروع ہو چکا ہے۔ ہزاروں لوگ بے سروسامانی کے عالم میں کھلے آسمان تلے پڑے ہیں اُن کے لیے مندرجہ ذیل اشیاء کی فوری صرورت ہے:

① ......مکانات کی تعمیر کے لیے نقد رقم کی ضرورت۔ ② ......کمبل، رضائیاں، خیمے اور گرم کپڑوں کی ضرورت۔

تمام مخیرّ حضرات مذکورہ تعاون ہمیں بھجوائیں ہم پوری ذمہ داری سے متاثرین سیلاب تک آپ کا تعاون پہنچا دیں گے، ان شاء اللہ

بذریعہ بینک: اکاؤنٹ نمبر 03-00166008-1107 حبیب بینک جام پور، بنام ادارہ تبلیغ اسلام اہل حدیث

بذریعہ بینک: اکاؤنٹ نمبر 9-0201000493-1142 مسلم کمرشل بینک جام پور، بنام جمعیۃ اہل حدیث

بذریعہ منی آرڈر: محمد یلیین راہی

مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان۔ فون: 0333-8556473

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

سیرتِ محمدؐ (سیرت النبیؐ منظوم)

کاوش: محمد امین میاں
ضخامت: ۲۱۲ صفحات
طبع اوّل: ربیع الاوّل ۱۴۳۰ھ۔ سفید دبیز کاغذ
خوب صورت رنگین جلد، قیمت اور ملنے کا پتہ درج نہیں
تبصرہ نگار: محمد بشیر متین فطرت
پروفیسر (ر) گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

پیش نظر کتاب کے مصنف محمد امین میاں نے مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کی تصنیف ''الرحیق المختوم'' کو اپنے خیال کے مطابق شعری قالب میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ''حرفِ تمنا'' کے عنوان سے ۱۹ صفحات پر مشتمل ان کا تحریر کردہ ابتدائیہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''نظم القرآن'' اور ''حقائق القرآن'' کے نام سے دو منظوم کاوشیں وہ قبل ازیں پیش کر چکے ہیں۔

پیش نظر کتا کے کاوش کار محمد امین میاں اپنے تعارف میں رقم طراز ہیں:

''میں نہ تو کوئی معروف نامور مذہبی سکالر ہوں اور نہ ہی عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں پہنچی ہوئی کوئی بزرگ ہستی ہوں اور نہ ہی کوئی صاحب دیوان شاعر ہوں بلکہ میں جامعہ پنجاب لاہور سے ایم ایس سی (کیمسٹری) کی ڈگری لینے والا ایک سیدھا سادا گمنام دیہاتی نوجوان ہوں۔ مجھے بخوبی احساس ہے کہ میری کم علمی و کم مائیگی کی وجہ سے قارئین کرام کو اس میں کچھ تشنگی سی تو ضرور محسوس ہوگی۔ میری ہزار کوشش کے باوجود اس میں مزید بہتری کی گنجائش یقیناً موجود ہے۔ ہر قاری سے گزارش ہے کہ میری غلطیوں کی نشان دہی ضرور کیجیے گا تا کہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کر لی جائے۔ اللہ توفیق دے۔''

ان کی اس درخواست کے پیش نظر محض لوجہ اللہ ''الدین النصیحہ'' کے تحت چند باتیں ہم عرض کیے دیتے ہیں:

شعر و سخن کے مخصوص پیمانے، سانچے اور لوازمات کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ فاعل یعنی کاوش کنندہ کو پل بھر میں بے حجاب (Expose) کر دیتے ہیں۔ پیش نظر کاوش کو دیکھ کر یہ راز نہیں کھلتا کہ صاحب کاوش نے اپنی فکری ورزش کے لیے کون سے وزن و بحر کا انتخاب کیا ہے؟ شعر و سخن کے معروف و متداول اوزان و بحور سے تو اس کا کوئی رشتہ و تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

اور اس پیش کش کے بارے میں وہ بڑے فخر و اعتماد سے لکھتے ہیں:

''سیرتِ محمدؐ، سیرت النبیؐ میں ایک خوب صورت گراں قدر اضافہ ہے۔ یہ اپنے منفرد نظمیہ انداز بیان اور مصدقہ حقائق کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔''

سچی بات ہے کہ زیر نظر کتاب کے کسی صفحے پر ہمیں تو کوئی شعر نظر نہیں آیا۔ اسی لیے نمونے کے طور پر، کوئی شعر پیش کرنے سے ہم قاصر و معذرت خواہ ہیں۔ کتاب میں پیش کیا گیا مواد، فنی اور تکنیکی اعتبار سے نہ تو نظم کی تعریف پر پورا اترتا ہے نہ نثر ہی کے ذیل میں آتا ہے۔ چند مزید توجہ طلب پہلو:

۱۔ ص ۱۶ کے بعد ''حرفِ تمنا'' کے باقی ماندہ صفحات کی ترتیب درست نہیں ہے۔

۲۔ زبان و بیان کی غلطیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ ''تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم'' کی سی صورت حال پیش نظر ہے، کس کس غلطی کی نشان دہی کی جائے؟

۳۔ ص ۹ پر موصوف لکھتے ہیں:

''نزولِ قرآن کے وقت جزیرۃ العرب میں قریش کی عربی زبان مسند مانی جاتی تھی، لہٰذا نہی کی عربی زبان میں اور رائج الوقت نظمیہ اندازِ بیان میں قرآن اتارا گیا۔''

اس سلسلے میں گزارش ہے کہ قرآنِ مجید، کسی شاعر کا کلام یا کسی کاہن کا جنتر منتر نہیں ہے بلکہ کلام اللہ ہے اور اپنی اسی آن بان سے انکشافِ حق، آثار و معارف اور بے مثال ایجاز و تاثیر کی بنا پر صاحب کلام کی طرح لازوال اعجازی حیثیت کا حامل ہے۔ اس کی سورتوں، آیتوں اور کلمات والفاظ میں بے مثال نظم و ربط، مسلمہ حقیقت ہے۔ لیکن اس نظم و ربط کو، نظمیہ (شاعرانہ) اندازِ بیان قرار دینا محض مصنف کا گمان ہے۔

۴۔ مکی دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ہونے والے ظلم و ستم اور اس کے مقابلے میں ان کے صبر و استقامت کا ذکر کرتے ہوئے موصوف لکھتے ہیں:

''......اور کوئی گلے میں رسی ڈالے مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جا رہا تھا، پھر بھی خاک آلود زخموں سے چور یہی کہے جا رہا تھا یا رسول اللہ یا نبی اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کوئی تیغ کی دھار پر اور کوئی سولی کی

نوک پر بھی دیوانہ وار یہی کلمۂ حق کہہ رہا تھا، حق حق یا رسول اللہ......
مگر ہر صورت شمع رسالت کے پروانوں کی یہی تھی صدا۔ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، آپؐ پر ہماری جان فدا۔''

آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تاریخ وسیر کی کتابوں سے جو حقیقت عیاں ہوتی ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ یہ برگزیدہ ہستیاں ظلم وستم سہتے ہوئے بھی اَحَد، اَحَد ہی پکارا کرتی تھیں، مصنف نے جو جملے مثلاً یا رسول اللہ، یا نبی اللہ اور حق حق یا رسول اللہ وغیرہ ان کی طرف منسوب کیے ہیں، وہ درست اقدام نہیں۔ تربیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیمیا اثر تاثیر سے ان کا مذاق ومزاج اس قدر اجلا اور نکھرا ہوا تھا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس تناظر میں ان کی طرف منسوب منقولہ بالا جملے دورِ حاضر کے مذاق ومزاج کی نشان دہی کرتے ہیں۔ صاحبانِ تحریر وتقریر کو نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ کسی غلط رویے کے فروغ واشاعت میں ان کا نام بطور حوالہ پیش نہ کیا جا سکے۔

ii۔ ''سولی کی نوک'' یہ اندازِ بیان پہلی مرتبہ نظر سے گزرا، عام محاورے میں ''تختہ دار'' کہا جاتا ہے، سولی کی نوک نہیں ہوتی۔ خنجر، تلوار، چاقو، بھالے وغیرہ کی نوک کہا جائے تو درست ہے۔

iii۔ ''شمع رسالت کی پروانوں'' کے پروانوں لکھنا چاہیے۔

۵۔ مصنف موصوف حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام زندگی کا ذکر کرتے ہوئے ''چار دن پہلے'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

بروز جمعرات سخت تکلیف میں تھے رسولِ یزداں
فرمایا لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں یہاں

یہ موصوف کی شاعری کا نمونہ بھی ہے اور مفروضہ واقعہ قرطاس کا تذکرہ بھی۔ لیکن دین اسلام، اللہ کا دین اور توحید ربانی کا علم بردار ہے۔ وہ دنیا والوں کے تراشیدہ افکار ومذاہب کی طرح ثنویت یا تثلیث وغیرہ کا مؤید اور مبلغ نہیں بلکہ وہ ایسے افکار ونظریات کی تردید وابطال اور بیخ کنی کی تعلیم دیتا اور تاکید کرتا ہے۔ اہل ایران مجوسی المذہب ہونے کی بنا پر دو خداؤں، یزدان (خالق خیر) اور اہرمن (خالق شر) کے قائل تھے۔ لیکن دین اسلام کی تعلیمات کی رو سے اللہ ربّ العالمین ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے رسولِ مکرم خاتم المرسلینؐ کو ''رسولِ یزداں'' کہنا تو گویا ان کی رسالت کو نعوذ باللہ ''یزدان'' کی عنایت قرار دینا اور انہیں ''یزدان'' کا مرسَل ومطیع ثابت کرنا ہے اور یہ اقدام خلافِ حقیقت ہونے کے علاوہ نعوذ باللہ توہین رسالت اور دین اسلام سے انحراف وارتداد کے مترادف ہے۔ تحریر وتقریر سے شغف رکھنے والے اہل اسلام کو راسخ العقیدہ مسلمان ہونا چاہیے تاکہ ان کی زبان وقلم سے باطل اور گمراہ کن نظریات کو فروغ نہ ملے۔ حضرت سیّد المرسلین محمد مصطفیٰ ''یزدان'' کے نہیں بلکہ خالق کائنات اللہ وحدہٗ لاشریک کے مرسَل ومامور تھے۔ اللہ تعالیٰ سے تفہیم دین کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

استدراک:

ہفت روزہ الاعتصام (رواں جلد) کے شمارہ نمبر ۳۸ میں مولانا ابوسفیان محمد خان محمدی صاحب کا ڈاکٹر اکرم حسین سندھی کے بارے میں مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار نے بعض ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے جو کہ خلافِ حقیقت ہیں۔ انہی غلط فہمیوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

۱۔ مضمون میں ذکر کیا گیا ہے کہ میں (سہیل حسن) اور میرے برادر مکرم ڈاکٹر صہیب حسن نے ان سے تعلیم حاصل کی ہے، کسی بھی استاد یا اپنے سے چھوٹے شیخ سے تعلیم حاصل کرنے میں کوئی عار نہیں ہے اور اصاغر من اکابر کا سلسلہ محدثین کے ہاں رائج ہے، لیکن جب کہ یہ خلافِ حقیقت ہے اس لیے وضاحت ضروری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صہیب حسن ۱۹۶۶ء میں جامعہ اسلامیہ سے فراغت کے بعد افریقہ جا چکے تھے جب کہ ڈاکٹر اکرم حسین اس وقت دار الحدیث کے مرحلہ متوسطہ میں زیر تعلیم تھے۔

۲۔ اساتذہ میں تمام اہل علم کے نام لکھ دیئے گئے، جب کہ والد گرامی مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ اس وقت جامعہ میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے، ان کا نام نہیں لکھا گیا۔

۳۔ ان اساتذہ کا بھی تذکرہ کر دیا گیا جو کہ ڈاکٹر اکرم حسین کے کلیہ میں پہنچنے سے پہلے جامعہ سے جا چکے تھے جیسے کہ شیخ ناصر الدین البانی ۱۹۶۴ء میں مدینہ سے واپس شام جا چکے تھے۔

۴۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے بھی ڈاکٹر اکرم حسین سے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی اس لیے کہ میں تعلیمی مراحل میں ان سے صرف ایک سال پیچھے تھا۔

۵۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ میرے چھوٹے بھائی راغب حسن نے ان سے حرم نبوی میں ناظرہ قرآن کچھ عرصہ پڑھا تھا۔

امید ہے کہ اہل علم کی سوانح میں مبالغہ آرائی کے بجائے اصل حقائق بیان کیے جائیں گے۔

۱۴۳۱/۱۰/۲۰ھ — سہیل حسن
۲۰۱۰/۹/۳۰ء — اسلام آباد

اعلان داخلہ

الحمدللہ جامعہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ مرکز اہلحدیث 53 لارنس روڈ لاہور میں
مندرجہ ذیل شعبہ جات میں 20 شوال 1431 ہجری سے داخلہ جاری ہے۔

شعبہ تحفیظ القرآن	درسِ نظامی 6 سالہ کورس	عربی بول چال	عصری علوم	قرآن سٹڈی کورس

★★★★★★★★★★★ خوشخبری ★★★★★★★★★★★

مرکز ہذا میں الشیخ قاری محمد ادریس عاصم حفظہ اللہ کی زیر نگرانی شعبہ تجوید 2 سالہ کورس کا آغاز کردیا گیا ہے۔ شعبہ تجوید کے لئے قاری عبدالودود عاصم السدلیس پاکستان، قاری عبدالصمد کی خدمات حاصل کرلی گئیں ہیں تجوید کے ساتھ ساتھ نحو وصرف، ترجمۃ القرآن وحدیث اور منزل بھی یاد کروائی جائے گی۔

شرائط داخلہ

★ داخلے کے لئے والد یا سرپرست کا آنا ضروری ہے۔ ★ درس نظامی میں داخلے کے لئے مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔
★ شعبہ تجوید میں داخلے کے لئے منزل کا پختہ ہونا، کم از کم پرائمری پاس ہونا ضروری ہے۔

نوٹ تمام طلباء کو ماہر اساتذہ کی نگرانی میں مڈل سے لیکر ایم اے تک عصری تعلیم دی جائے گی۔

مدرسین

شعبہ کتب مولانا محمد ارشد حقانی، مولانا حافظ محمد احمد، مولانا حافظ فاروق احمد، حافظ احمد قصوری
مولانا حافظ عبداللہ دانش، قاری عبدالودود عاصم، حافظ محمد عتیق الرحمٰن

شعبہ حفظ قاری محمد خالد، قاری عبدالصمد، قاری محمد اشرف

الداعی الی الخیر / انجینئر حافظ ابتسام الٰہی ظہیر (مدیر التعلیم) مرکز اہلحدیث 53 لارنس روڈ لاہور

دوسرا رخ(۴)

نائب، ریڈر اور پلیڈر دو دھاری تلوار ہیں
ظالم اور مظلوم، گواہوں ہر اک کے غم خوار ہیں
در پردہ ہر آنے والے پہ یہ کرتے وار ہیں
آج عدالت پیاسی ہے پھر فاروقی رُجحان کی
جس کی خاطر ہم نے دی قربانی لاکھوں جان کی؟

☆☆☆

جگّا ہے اڈوں، بازاروں، چونگی، ریل ٹکٹ گھر میں
بھتّہ لے پولیس، کمیشن ہر سو پاک وطن بھر میں
بجلی، کسٹم، مال اور پانی، ٹیلیفون کے دفتر میں
اور کرپشن کا ہر پہلو آنت بَنا شیطان کی
اِس کی خاطر ہم نے دی قربانی لاکھوں جان کی؟

☆☆☆

واٹر پاور، کارپوریشن، پی۔آئی۔اے، گو ریل ہو
گھاٹے میں ہر سال مگر لاکھوں ڈالر ہیں کھیل کو
قرض لیا، پھر فنی ماہر اور نہ پایا تیل کو
سوشل اِکنامک ہر شُعبہ زَد میں ہے بحران کی
اِس کی خاطر ہم نے دی قربانی لاکھوں جان کی؟

[پروفیسر عبداللہ شاہین]